1052
12-6-72

جلد ۱۳ — احسان ۱۳۵۱ ہش — شمارہ ٦

جون ۱۹۷۲ء

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آلِ عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان و بھارت آٹھ روپے
دیگر ممالک ایک پونڈ

فی پرچہ پچھتر پیسے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

احسان ۱۳۵۱ ہش

ربیع الثانی ۱۳۹۲ ہجری جون ۱۹۷۲ء

ایڈیٹر

مسعود احمد دہلوی

چندہ سالانہ آٹھ روپے

فی پرچہ پچھتر پیسے

فہرست مضامین

○ پبلشر .... چوہدری محمد ابراہیم صاحب

○ مطبع .... ضیاء الاسلام پریس ربوہ

○ مقامِ اشاعت .... دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جلد ۱۳ ماہنامہ انصار اللہ ربوہ شمارہ ۶

احسان ۱۳۵۱ ہش

دُنیا اور آخرت کے خسارے سے بچانے والے چار بنیادی اوصاف

تکمیلِ علمی۔ تکمیلِ عملی۔ پیغامِ حق کی اشاعت۔ صبر کا عملی مظاہرہ

جب دنیا میں سرکشی اور بے راہ روی اپنی انتہاء کو پہنچ جاتی ہے اور لوگ اپنی بداعمالیوں کے نتیجہ میں خسر الدنیا والآخرہ کے مصداق بن جاتے ہیں تو خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کے مطابق اپنے ایک مامور کو دنیا میں مبعوث کر کے انہیں دنیا اور آخرت کے خسارے سے بچانے کے سامان کرتا ہے۔

جو لوگ اُس مامور من اللہ پر ایمان لا کر اپنی اصلاح کر لیتے ہیں وہ نہ صرف دُنیا اور آخرت کے خسارہ سے بچ جاتے ہیں بلکہ فلاحِ دارین کی شکل میں بے انداز نفع اور فوز عظیم ان کے لئے مقدر کر دی جاتی ہے۔ برخلاف اس کے جو لوگ اُس مامور من اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور سرکشی اور بے راہ روی سے باز آنے پر آمادہ نہیں ہوتے وہ جس خسارہ سے دوچار ہوتے ہیں وہ بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ اُس وقت ایک طرف مومن ایمان میں ترقی کر کے اور مناسبِ حال اعمال بجا لا کر فوزِ عظیم کے مستحق بن رہے ہوتے ہیں اور دوسری طرف سرکشی اور بے راہ روی سے کسی صورت باز نہ آنے والے خسرانِ مبین میں مبتلا ہونے کے باعث پیچھے ہی پیچھے جا رہے ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سرکشی اختیار کرنے والوں کے خسرانِ مبین (یعنی ہرآن بڑھنے والے خسارے) اور ان کے بُرے انجام کا نیز ان کے بالمقابل اپنے اطاعت گزار بندوں کو حاصل ہونے والی فوزِ عظیم (یعنی بے انداز نفع) اور ان کے بہترین انجام کا مختلف پیرایوں میں بار بار ذکر فرمایا ہے۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے شیطان کی غلامی اور اس کے نتیجہ میں سرکشی اور بے راہ روی اختیار کرنے والوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

مَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ۝ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۭ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۡ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ۝ (النساء آیات ۱۲۱، ۱۲۲)

یعنی جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے تو سمجھو کہ وہ کھلے کھلے نقصان میں پڑ گیا۔ وہ (یعنی شیطان) انہیں وعدے دیتا ہے اور انہیں امیدیں دلاتا ہے اور شیطان ان سے بجز ظاہر فریب باتوں کے (کسی امر کا) وعدہ نہیں کرتا۔ ان لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اور وہ اس سے بھاگنے کی جگہ نہیں پائیں گے۔

اس کے بالمقابل مامورمن اللہ کی آواز پر لبیک کہنے اور خدا اور رسول کی اطاعت کا جُوا اپنی گردن پر رکھنے والے حقیقی مومنوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۭ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (المائدہ آیت ۱۲۰)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ دن ایسا ہے جس میں صادقوں کو ان کی سچائی نفع دے گی۔ ان کو ایسے باغات ملیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہتے چلے جائیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے اور یہ ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ سرکشی اور بے راہ روی کا طریق انسان کو خسرانِ مبین میں مبتلا کئے بغیر نہیں رہتا۔ اس کے بالمقابل صداقت کو قبول کرنے والے اور خدا اور اس کی اطاعت کا جُوا اپنی گردنوں پر رکھنے والے بے انداز نفع اور فوزِ عظیم کے مستحق قرار پاتے ہیں۔ سعادت اس میں ہے کہ انسان نقصان سے بچے اور نفع کی راہ اختیار کرے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسی راہ ہے جس پر چل انسان خسرانِ مبین سے بچ سکتا اور عنداللہ فوزِ عظیم کا مستحق

قرار پا سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح فرمایا ہے کہ جو انسان بھی خسرانِ مبین سے بچنا اور فوزِ عظیم سے ہمکنار ہونا چاہتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو چار بنیادی اوصاف سے متصف کرے۔ چنانچہ فرماتا ہے:-

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۝ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ (سورۃ العصر)

یعنی مَیں (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) کے زمانہ کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں کہ یقیناً (نبیوں کا مخالف) انسان (ہمیشہ ہی) گھاٹے میں رہتا ہے، مگر وہ لوگ جو (انبیاء پر) ایمان لے آئے اور (پھر) انہوں نے (موقعہ کے) مناسبِ حال عمل کئے اور صداقت کے اصول پر قائم رہنے کی آپس میں ایک دوسرے کو تلقین کی اور (پیش آمدہ مشکلات پر) صبر سے کام لینے کی ایک دوسرے کو ہدایت کرتے رہے (ایسے لوگ کبھی بھی گھاٹے میں نہیں پڑ سکتے۔

ظاہر ہے کہ اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے خسرانِ مبین سے بچانے اور محفوظ رکھنے والی چار بنیادی صفات کا ذکر کیا ہے اور وہ یہ ہیں:-

اوّل :- خدا تعالیٰ اور اس کے ماموروں پر دلی بصیرت کے ساتھ ایمان لانا۔

دوم :- زمانہ کی ضرورت اور موقع کے مناسبِ حال نیک اعمال بجا لانا۔

سوم :- صداقت کے اصول پر قائم ہونے اور ہمیشہ قائم رہنے کی تلقین کرتے رہنا۔

چہارم :- قبولِ حق کے بعد پیش آمدہ مشکلات پر ایک دوسرے کو صبر سے کام لینے کی ہدایت کرتے رہنا بظاہر تو یہ چاروں صفات یعنی ایمان۔ اعمالِ صالحہ۔ باہم نیکی کی تلقین۔ اور ایک دوسرے کو صبر سے کام لینے کی ترغیب عام صفات نظر آتی ہیں۔ لیکن فی الحقیقت یہ بہت وسیع معانی و مطالب پر مشتمل ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان ہر چہار صفات پر تفصیل سے روشنی ڈالکر بہت سحر کن انداز میں واضح فرمایا ہے کہ ان صفات کا اصل مفہوم کیا ہے اور وہ کون سے عملی تقاضے ہیں جنہیں پورا کئے بغیر انسان صحیح معنوں میں ان صفات سے متصف نہیں ہو سکتا۔

جہاں تک دنیا اور آخرت کے خسارہ سے بچانے والی پہلی دو صفات یعنی ایمان لانے اور اعمالِ صالحہ بجا لانے کا تعلق ہے۔ حضور علیہ السلام نے بتایا ہے کہ ایمان لانے سے محض زبانی اقرار مراد نہیں ہے۔ بلکہ یہاں اٰمَنُوْا کا لفظ تکمیل علمی پر دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح اعمالِ صالحہ سے مراد چند موٹے موٹے نیک اعمال نہیں ہیں بلکہ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے الفاظ تکمیل عملی کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"ولی کی مخالفت سلبِ ایمان کر دیتی ہے اور بُئس القرین سے جا ملاتی ہے۔ مدعا یہ ہے کہ اصلاح تب ہوتی ہے کہ (تکمیلِ علمی کے بعد) تکمیلِ عملی کے مراتب حاصل ہو جائیں۔ پس سورۃ العصر میں جو اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فرمایا ہے۔ اس میں اٰمَنُوْا سے تکمیلِ علمی کی طرف اشارہ فرمایا اور عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے تکمیلِ عملی کی طرف راہبری کی۔ حکمت کے بھی دو ہی حصے ہیں۔ ایک علم اکمل اور اتم ہو، دوسرے عمل اتم اور اکمل ہو۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ خسر سے محفوظ رہتے ہیں۔ اوّل وہ تکمیلِ علمی کرتے ہیں اور پھر عمل بھی گندے نہیں کرتے بلکہ علمی تکمیل کو عملی تکمیل تک پہنچاتے ہیں۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۹۱)

دنیا اور آخرت کے خسارہ سے بچانے والی تیسری صفت یعنی وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ کے متعلق حضور علیہ السلام نے واضح فرمایا ہے کہ وہ مومن جو دنیا اور آخرت کے خسارہ سے بچنا چاہتے ہیں وہ تکمیلِ علمی اور تکمیلِ عملی کو ہی کافی نہیں سمجھتے بلکہ جس صداقت کو وہ دل وجان سے قبول کر کے اس پر عمل پیرا ہونے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ اس صداقت کو وہ دوسروں تک پہنچا کر انہیں بھی اس کا گرویدہ بناتے ہیں۔ وہ صرف زبان سے ہی دوسروں تک پیغامِ حق پہنچانے پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ عملی نمونہ سے تسخیرِ قلوب کا کام لیتے ہیں۔ ان کی اشاعتِ حق کی مساعی میں تکمیلِ علمی اور تکمیلِ عملی ہر دو کی اجتماعی قوت کارفرما ہوتی ہے۔ اسی لئے وہ اپنی ہی طرح دوسروں کی بھی کایا پلٹنے میں کامیاب رہتے ہیں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"جب انہیں (یعنی خسر سے محفوظ رہنے والوں کو) کامل بصیرت حاصل ہو جاتی ہے اور ان کے کمالِ علم کا ثبوت کمالِ عمل سے ملتا ہے تو پھر وہ بخل نہیں کرتے بلکہ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ پر عمل کرتے ہیں۔ لوگوں کو بھی اس حق کی دعوت کرتے ہیں جو انہوں نے پایا ہے۔ اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ اعمال کی روشنی سے بھی (دوسروں کو ہدایت کا راستہ) دکھاتے ہیں۔ واعظ اگر خود عمل نہیں کرتا تو اس کی باتوں کا کچھ بھی اثر نہیں پڑ سکتا۔ یہ بھی قاعدہ کی بات ہے کہ اگر خود آدمی کہے اور کرے نہیں تو اس کا بہت برا اثر پڑتا ہے۔ اگر زناکار زنا سے منع کرے تو اس کی اس حالت کے ثابت ہو جانے پر سننے والوں کے دہریہ ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ وہ خیال کریں گے کہ اگر زناکاری واقعی خطرناک چیز ہوتی اور خدا تعالیٰ کے حضور اس ناپاکی کی سزا ملتی ہے اور خدا واقعی ہوتا تو پھر یہ جو منع کرتا تھا خود کیوں اس سے پرہیز نہ کرتا۔ مجھے معلوم ہے کہ ایک شخص ایک مولوی کی صحبت کے باعث مسلمان ہونے لگا۔ ایک روز اس نے دیکھا کہ وہی مولوی شراب پی رہا تھا تو اس کا دل سخت ہو گیا۔

اور وہ رُک گیا۔ غرض تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ میں یہ فرمایا کہ وہ اپنے اعمال کی روشنی سے دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں۔"

دنیا اور آخرت کے خسارہ سے بچانے والی چوتھی صفت یعنی وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ سے کیا مُراد ہے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واضح فرمایا ہے کہ علمی و عملی تکمیل کے بعد نہ صرف زبان سے بلکہ اپنے عملی نمونہ کے ذریعہ دوسروں تک پیغام حق پہنچانا آسان کام نہیں ہے۔ اس راہ میں بہت سی مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ ان پر قابو پانے کے لئے صبر کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کرنا اور پھر دوسروں کو بھی صبر کی تلقین کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اس کے بغیر انسان کے لئے نہ اپنی زندگی میں انقلاب لانا ممکن ہوتا ہے اور نہ ہی وہ دوسروں کی کایا پلٹنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام صبر کے عظیم الشان ثمرات اور بے صبری کے نقصانات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اور پھر ان کا شیوہ یہ ہوتا ہے کہ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ یعنی صبر کے ساتھ وعظ و نصیحت کا شیوہ اختیار کرتے ہیں۔ جلدی جھاگ منہ پر نہیں لاتے۔ اگر کوئی مولوی اور پیشرو ہوکر، امام اور رہنما بن کر جلدی بھڑک اٹھتا ہے اور اس میں برداشت اور صبر کی طاقت نہیں تو وہ (وعظ و نصیحت کا شیوہ اختیار کرکے) لوگوں کو کیوں نقصان پہنچاتا ہے۔ دوسرے یہ بھی مطلب ہے کہ جو باتیں سننے والا صبر سے نہ سنے وہ فائدہ نہیں اٹھاتا۔ ہمارے مخالف بردباری کا دل لے کر نہیں آتے اور صبر سے اپنی مشکلات پیش نہیں کرتے بلکہ ان کا تو یہ حال ہے کہ وہ کتاب تک تو دیکھنا نہیں چاہتے اور شور مچاکر حق کو ملبّس کرنے کی سعی کرتے ہیں، پھر وہ فائدہ اٹھائیں تو کیونکر اٹھائیں۔ ابوجہل اور ابولہب میں کیا تھا؟ یہی بے صبری اور بے قراری تو تھی۔ کہتے تھے کہ خدا کی طرف سے آیا ہے تو کوئی نہر لے آ۔ ان کمبختوں نے صبر نہ کیا اور ہلاک ہو گئے۔ ورنہ زبیدہ والی نہر تو آ ہی گئی تھی۔ اسی طرح پر ہمارے مخالف بھی کہتے ہیں کہ ہمارے لئے دعا کرو اور وہ معاً قبول ہو جائے۔ اور پھر اس کو حق اور باطل کا معیار ٹھہراتے ہیں۔ اور اپنی طرف سے بعض امور پیش کرکے کہتے ہیں کہ یہ ہو جائے اور وہ ہو جائے تو مان لیں گے۔ لیکن آپ کسی شرط کے نیچے نہیں آتے۔ افسوس یہی لوگ ہیں جو کَلَا یَخَافُ عُقْبٰھَا کے مصداق ہیں۔ یاد رکھو صابر ہی شرح صدر کا رتبہ پاتا ہے۔ جو صبر نہیں کرتا وہ گویا خدا پر حکومت کرنا چاہتا ہے خود اس کی حکومت میں رہنا نہیں چاہتا۔ ایسا گستاخ اور دلیر جو خدا تعالیٰ کے جلال اور عظمت سے نہیں ڈرتا وہ محروم کردیا جاتا ہے اور اسے کاٹ دیا جاتا ہے۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۱۲)

الغرض تکمیل علم، تکمیل عمل، قول و عمل کے ذریعہ سے دوسروں تک حق کی اشاعت اور صبر کا عملی مظاہرہ ـــ یہ وہ چار

بنیادی صفات ہیں جن سے پوری طرح متصف ہونے کے بعد ایک مومن دنیا اور آخرت کے خسارہ سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بے انداز نفع اور فوزِ عظیم کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے مامور جب دنیا میں مبعوث ہوتے ہیں تو وہ اپنے متبعین کو اپنی قوتِ قدسیہ کی مدد سے ان چاروں اوصاف سے متصف کر کے انہیں دنیا اور آخرت کے خسارہ سے بکلی محفوظ کر دکھاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ وہ عنداللہ فوزِ عظیم کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر ان اوصاف سے فخرِ اوّلین و آخرین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ عدیم النظیر قوتِ قدسی کے زیرِ اثر حضورؐ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین متصف ہوئے اور اس طرح دونوں جہانوں کی فوز و فلاح ان کے حصہ میں آئی۔ اور رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کی عظیم الشان بشارت ان کو ملی۔

حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے فرزندِ جلیل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس آخری زمانہ میں ایسے وقت میں مبعوث ہوئے ہیں جب دنیا میں سرکشی اور بے راہ روی اپنی انتہاء کو پہنچی ہوئی ہے اور روئے زمین پر بسنے والے اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق بنے ہوئے ہیں۔ آپ کا ایک عظیم الشان کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے اپنے متبعین کو دنیا اور آخرت کے خسارہ سے بچانے والے چاروں بنیادی اوصاف یعنی تکمیل علمی، تکمیل عملی، پیغام حق کی اشاعت اور صبر کے عملی مظاہرہ سے متصف کر دکھایا ہے اور ان کے یہ اوصاف خلافت کے آسمانی نظام کی برکت سے پختہ سے پختہ تر اور نمایاں سے نمایاں تر صورت اختیار کرتے جا رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے افراد کو غلبۂ اسلام کی مساعی بروئے کار لانے کی مسلسل توفیق ملتی چلی آرہی ہے۔ اور مشرق و مغرب میں اسلام غالب آتا چلا جا رہا ہے۔ اسلام کا یہ غلبہ فوزِ عظیم کا آئینہ دار اور ہماری خوش بختی اور خوش نصیبی پر دال ہے۔

ہم بحمد اللہ تعالیٰ خدائے کبیر المتعال کے وہ عاجز اور حقیر لیکن خوش بخت و خوش نصیب بندے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک عظیم الشان مامور کی قوتِ قدسیہ اور پھر خلافت کے آسمانی نظام کی برکت سے اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ کا مصداق بنایا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے اس امتیاز کو نسلاً بعد نسلٍ برقرار رکھتے چلے جائیں۔ تاکہ ہم اور ہماری نسلیں ہمیشہ ہی دنیا اور آخرت کے خسارہ سے محفوظ رہتے ہوئے فوزِ عظیم کی مستحق بنی رہیں یہاں تک کہ اسلام ساری دنیا میں غالب آجائے اور بنی نوع انسان جن کی غالب اکثریت اِس وقت خسر الدنیا والآخرۃ کی مصداق بنی ہوئی ہے ان چاروں اوصاف سے متصف ہو کر دنیا اور آخرت میں بے انداز نفع اور فوزِ عظیم کے وارث قرار پائیں۔

(کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

نفسِ امّارہ انسان کا اندرونی دشمن اور مارِ آستین ہے

شیطان گھر کے اس بھیدی سے سازش کر کے ہی انسان کے متاعِ ایمان میں نقب زنی کرتا ہے

انبیاء کی سچی فرمانبرداری اور محبت کے بغیر کامل معرفت سے پُر ایمان ہرگز میسر نہیں آسکتا

امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تزکیۂ نفس کی اہمیت اور اس کے حصول کے طریق پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"مومن حقیقی وہی ہے جو حق اللہ اور حق العباد دونو کو پورے التزام اور احتیاط سے بجا لاوے جو دونوں پہلوؤں کو پوری طرح سے مدِ نظر رکھ کر اعمال بجا لاتا ہے۔ وہی ہے کہ پورے قرآن پر عمل کرتا ہے ورنہ نصف قرآن پر ایمان لاتا ہے۔ مگر یہ ہر دو قسم کے اعمال انسانی طاقت میں نہیں کہ بندر بازو اور اپنی طاقت سے بجا لانے پر قادر ہو سکے۔ انسان نفسِ امّارہ کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ جب تک اللہ تعالےٰ کا فضل اور توفیق اس کے شامل حال نہ ہو کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ دعائیں کرتا رہے تاکہ خدا تعالےٰ کی طرف سے اسے نیکی پر قدرت دی جاوے اور نفس امّارہ کی قیدوں سے رہائی عطا کی جاوے۔ یہ انسان کا سخت دشمن ہے اگر نفس امّارہ نہ ہوتا تو شیطان بھی نہ ہوتا۔ یہ انسان کا اندرونی دشمن اور مارِ آستین ہے اور شیطان بیرونی دشمن ہے۔ قاعدہ کی بات ہے کہ جب چور کسی کے مکان میں نقب زنی کرتا ہے تو کسی گھر کے بھیدی اور واقف کار سے پہلے

سازش کرنی ضروری ہوتی ہے۔ بیرونی چور بجز اندرونی بھیدی کی سازش کے کچھ کر ہی نہیں سکتا۔ پس یہی وجہ ہے کہ شیطان بیرونی دشمن نفس امّارہ اندرونی دشمن اور گھر کے بھیدی سے سازش کر کے ہی متاعِ ایمان میں نقب زنی کرتا ہے اور نورِ ایمان کو غارت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء یعنی میں اپنے نفس کو بری نہیں ٹھہراتا اور اس کی طرف سے مطمئن نہیں کہ نفس پاک ہو گیا ہے۔ بلکہ یہ تو شریر الحکومت ہے۔ تزکیہ نفس بڑا مشکل مرحلہ ہے اور مدارِ نجات تزکیہ نفس پر موقوف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قد افلح من زکّٰھا اور تزکیہ نفس بجز فضلِ خدا میسر نہیں آسکتا۔ یہ خدا تعالیٰ کا اٹل قانون ہے لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا اور اس کا قانون جو جذبِ فضل کے واسطے ہمیشہ سے مقرر ہے وہ یہی ہے کہ اتباع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جاوے۔ مگر دنیا میں ہزاروں ایسے موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم بھی لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں نیک اعمال بجالاتے ہیں۔ اعمالِ بد سے پرہیز کرتے ہیں۔ اصل میں ان کا مدعا یہ ہوتا ہے کہ ان کو اتباع رسول کی ضرورت نہیں۔ مگر یاد رکھو یہ بڑی غلطی ہے اور یہ بھی شیطان کا ایک دھوکہ ہے کہ ایسا خیال لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے کلامِ پاک میں تزکیہ اور محبتِ الٰہی کو مشروط باتباع رسول رکھا ہے تو کون ہے کہ وہ دعوےٰ کرسکے کہ میں خود بخود ہی اپنی طاقت سے پاک ہو سکتا ہوں۔ سچا یقین اور کامل معرفت سے پُر ایمان ہرگز ہرگز میسر ہی نہیں آسکتا جب تک انبیاء کی سچی فرمانبرداری اور محبت اختیار نہ کی جاوے۔ گناہ سوز ایمان اور خدا کو دکھانے والا یقین بجز اقتداری اور غیب پر مشتمل زبردست پیشگوئیوں کے جو انسانی طاقت اور وہم و گمان سے بالاتر ہوں۔ ہرگز ہرگز میسر نہیں آسکتا۔ دنیا اپنے کاروبارِ دنیوی میں جس استغراق اور انہماک سے مصروف ہوتی اور جیسی جیسی جانکاہ اور خطرناک مشکل سے مشکل کوششیں اپنی دنیا کے واسطے کرتی ہے اگر خدا تعالیٰ کی طرف بھی اسی طرح کی کوشش سے قدم اٹھاویں اور اس وقت جو ایک آسمانی سلسلہ خدا تعالیٰ نے اس غرض کے لئے مقرر فرمایا ہے اس کی طرف متوجہ ہوں تو ہم یقین سے کہتے ہیں کہ ضرور اللہ تعالیٰ ان کے واسطے رحمت کے نشان دکھانے پر قادر ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ لوگ اس پہلو سے لاپرواہ ہیں۔ ورنہ دینی امور اور اعمال کیا مشکل ہیں۔ نماز میں کوئی مشکل نہیں پانی موجود ہے۔ زمین سجدہ کرنے کے واسطے موجود ہے۔ اگر

ضرورت ہے تو ایک فرمانبردار اور پاک دل کی جس کو محبتِ الٰہی کی سچی تڑپ ہو۔ دیکھو اگر ساری نمازوں کو جمع کیا جاوے اور ان کے وقت کا اندازہ کیا جاوے تو شاید ایک گھڑی بھر میں ساری ہو سکیں۔ آخر پاخانہ بھی جاتے ہیں۔ اگر اتنی ہی قدر نماز کی ان لوگوں کے دلوں میں ہو تو بھی یہ نماز کو ادا کر سکتے ہیں مگر افسوس اسلام اس وقت بہت خطرے میں ہے اور مسلمان درحقیقت نورِ ایمان سے بے نصیب ہیں۔ اگر کسی کو ایک مہلک مرض لگ جاوے تو کیسا فکر لگ جاتا ہے مگر اس روحانی جذام کی کسی کو بھی پرواہ نہیں جس کا انجام جہنّم ہے۔

اصل میں ہمارے پاس آنا خدا کے حضور جانا ہے اور ہماری عزّت درحقیقت خدا اور رسول کے کلام کی عزّت ہے۔ متواتر چھبیس سال ہوئے ہیں کہ اس نے ہمیں مامور کیا، مجدد بنایا، اور اصلاحِ مفاسدِ زمانہ کی غرض سے دنیا میں بھیجا۔ اور پھر یہی نہیں کہ صرف ہمارا زبانی دعوٰے ہو بلکہ اس نے ساتھ ہی ساتھ اپنے ہزاروں زبردست نشان بھی دیئے۔ منہاجِ نبوت پر بھیجا۔ مگر لوگوں نے پرواہ نہ کی بلکہ الٹا کفر کہا۔ اکفر کہا، دجّال کہا، کذّاب کہا۔ حالانکہ خدا نے مجھے بھیجا۔ اس نے میری صداقت کے لئے نشان بھی ظاہر کئے۔ ایک نہیں دو نہیں بلکہ ہزاروں نشان دنیوی عدالتوں میں خواہ کتنا ہی سخت سے سخت مقدمہ ہو مگر دو تین گواہ گزرنے پر سزائے موت تک بھی دی جاتی ہے۔ مگر یہاں ہزاروں لوگ ہیں جو ہمارے ان نشانات کے گواہ ہیں۔ مشرق سے مغرب تک کوئی جگہ نہیں جہاں ہمارے نشانوں کی گواہی موجود نہ ہو۔ مگر باایں ہمہ ان لوگوں نے پرواہ نہیں کی۔

گورنمنٹ کا ادنیٰ چپڑاسی وصولی لگان کے واسطے آجاوے کوئی اس کا مقابلہ نہیں کرتا اور اگر کرے تو گورنمنٹ کا باغی ٹھہرتا ہے اور سزا پاتا ہے مگر خدائی گورنمنٹ کی لوگ پرواہ نہیں کرتے۔ خدا تعالیٰ سے آنے والے لاریب غربت کے لباس میں ہوتے ہیں لوگ ان کو حقارت اور تمسخر سے دیکھتے ہیں ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ۔ اللہ تعالیٰ سچا ہے وہ جھوٹ نہیں کہتا وہ فرماتا ہے آدم سے لیکر آخر تک جتنے بھی نبی آئے ہیں ان تمام سے ہنسی ٹھٹھا کیا گیا ہے۔"

(ملفوظات جلد نہم ص ۲۹۰ تا ۲۹۳)

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فَبَعِّدْ عَنِ الْغِلْمَانِ يَوْمَ التَّشَوُّرِ

(اے خدا اپنے غلاموں سے خواری کے دن کو ٹال دے)

إِلٰهِي بِوَجْهِكَ أَدْرِكِ الْعَبْدَ رَحْمَةً ۔ تَعَالَ إِلَى عَبْدٍ ذَلِيلٍ مُكَفَّرِ

الٰہی اپنی ذات کے طفیل اس بندے کو اپنی رحمت کے دامن میں لے لے ۔ اور اپنے ذلیل بندے کی طرف جو تکفیر کیا گیا آجا

وَمِنْ قَبْلِ هٰذَا كُنْتَ تَسْمَعُ دَعْوَتِي ۔ وَقَدْ كُنْتَ فِي الْمِضْمَارِ تُرْسِي وَمَأْزَرِي

اس سے پیشتر تو میری دعائیں سنتا تھا۔ ۔ اور تو ہی میدانوں میں میری ڈھال اور پناہ رہا ہے۔

إِلٰهِي أَغِثْنِي يَا إِلٰهِي أَمِدَّنِي ۔ وَبَشِّرْ بِمَقْصُودِي حَنَانًا وَخَبِّرِ

الٰہی! میری فریاد رسی کر الٰہی! میری مدد کر ۔ اور اپنی مہربانی سے مجھ کو مقصود کی بشارت دے اور آگاہ کر

أَنِرْنِي بِنُورِكَ يَا مَلَاذِي وَمَلْجَأِي ۔ نَعُوذُ بِوَجْهِكَ مِنْ ظَلَامٍ مُدَعْثِرِ

اے میرے ملجا و ماوی مجھے اپنے نور سے منور کر! ۔ ہم سخت تاریکی سے تیری ذات کی پناہ مانگتے ہیں۔

وَكُنْ رَبِّ حَنَّانًا كَمَا كُنْتَ دَائِمًا ۔ وَإِنْ كُنْتُ قَدْ غَادَرْتُ عَهْدًا فَذَكِّرِ

اے خدا تو ایسا مہربان ہو جیسے تو پہلے تھا ۔ اگر میں عہد سے بے وفائی کر چکا ہوں تو یاد دلا دے

وَإِنَّكَ مَوْلًى رَاحِمٌ ذُو كَرَامَةٍ ۔ فَبَعِّدْ عَنِ الْغِلْمَانِ يَوْمَ التَّشَوُّرِ

اے میرے مولیٰ تو ہی مہربان اور صاحب کرم ہے ۔ اپنے غلاموں سے خواری کے دن کو ٹال دے۔

وَفَرِّجْ كُرُوبِي يَا كَرِيمِي وَنَجِّنِي ۔ وَمَزِّقْ خَصِيمِي يَا إِلٰهِي وَعَفِّرِ

اے میرے کریم میرے دکھ دور کر اور نجات دے ۔ اور پارہ پارہ کر میرے دشمنوں کو اور فنا کر دے

(تتمۃ الخلافۃ)

منظوم فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

زیرک آں مردے کہ کرد ست اتباعت اختیار

(اے نبی اللہ! وہی انسان عقلمند ہے جس نے تیری پیروی اختیار کی)

یا نبی اللہ لبِ تو چشمۂ جاں پرور است
یا نبی اللہ توئی درراہِ حق آموزگار

اے نبی اللہ! تیرے ہونٹ زندگی بخش چشمہ ہیں۔ اے نبی اللہ! تو ہی خدا کے راستے کا راہنما ہے۔

آں یکے جوید حدیثِ پاک تو از زید و عمرو
واں دگر از خود دہانت بشنود بے انتظار

ایک تو تیری باتیں زید و عمرو کے پاس جاکر تلاش کرتا ہے اور دوسرا بلا توسط تیرے منہ سے انکو سنتا ہے

زندہ آں شخصے کہ نوشد جرعۂ از چشمہ ات
زیرک آں مردے کہ کرد ست اتباعت اختیار

وہ شخص زندہ ہے جو تیرے چشمہ سے پانی کے گھونٹ پیتا ہے اور وہی انسان عقلمند ہے جس نے تیری پیروی اختیار کی۔

عارفاں را منتہائے معرفت علمِ رُخت
صادقاں را منتہائے صدق بر عشقت قرار

عارفوں کی معرفت کا آخری نقطہ تیرے رُخ کا علم ہے اور راستبازوں کے صدق کا منتہا تیرے عشق پر ثابت قدم رہنا ہے

بے تو ہرگز دولتِ عرفاں نمی یابد کسے
گرچہ میرد در ریاضت ہا و جہدِ بے شمار

تیرے بغیر کوئی عرفان کی دولت کو نہیں پاسکتا اگرچہ وہ ریاضتیں اور جدوجہد کرتے مر بھی جائے

تکیہ بر اعمالِ خود بے عشق روئت ابلہی است
غافل از روئت نہ بیند روئے نیکی زینہار

تیرے عشق کے سوا صرف اپنے اعمال پر بھروسہ کرنا بیوقوفی ہے۔ جو تجھ سے غافل ہے وہ ہرگز نیکی کا منہ نہ دیکھے گا

دردمے حاصل شود نورے ز عشقِ روئے تو
کاں نہ باشد سالکاں را حاصل اندر روزگار

تیرے عشق کی وجہ سے ایک دم میں وہ نور حاصل ہوجاتا ہے جو سالکوں کو ایک لمبے زمانے میں حاصل نہیں ہوتا۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

جماعت احمدیہ انسانوں کی بنائی ہوئی تنظیم نہیں ہے اس کی بنیاد خود اللہ تعالےٰ نے رکھی اور وہی اس کی رہنمائی کرتا ہے

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

الٰہی جماعت کے قیام کی غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے اراکین کو اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے میں مدد دے اور یہ ایسی بات ہے جسے انسانوں کی بنائی ہوئی تنظیم کسی صورت میں بھی سرانجام نہیں دے سکتی۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ملنے والی برکات یا ان کا وعدہ اس تنظیم کے شاملِ حال نہیں ہوتا۔ برخلاف اس کے الٰہی جماعت تو شروع ہی اللہ تعالےٰ کی مدد اور نصرت اور کامیابیوں کے ہزاروں وعدوں کے ساتھ ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس فرق کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"بعض کہتے ہیں کہ انجمنیں قائم کرنا اور مدارس کھولنا ہی تائیدِ دین کے لئے کافی ہے مگر وہ یہ نہیں سمجھتے کہ دین کس چیز کا نام ہے اور اس ہماری انتہائی ہستی کی انتہائی اغراض کیا ہیں اور کیونکر اور کن راہوں سے وہ اغراض حاصل ہو سکتے ہیں۔ سو انہیں جاننا چاہیئے کہ انتہائی غرض اس زندگی کی خدا تعالےٰ سے سچا اور یقینی پیوند حاصل کرنا ہے۔ جو تعلقات نفسانیہ سے چھڑا کر نجات کے سرچشمہ تک پہنچاتا ہے سو اس یقین کامل کی راہیں بناوٹوں اور تدبیروں سے ہرگز نہیں کھل سکتیں ... جو آسمان سے اترا وہی آسمان کی طرف لے جاتا ہے۔ سو اے وے لوگو! جو ظلمت کے گڑھے میں دبے ہوئے اور شکوک و شبہات کے پنجہ میں اسیر اور نفسانی جذبات کے غلام ہو ..... اپنی سچی رفاہیت اور اپنی حقیقی بہبودی اور اپنی آخری کامیابی اپنی تدبیروں میں نہ سمجھو جو حال کی انجمنوں اور مدارس کے ذریعہ سے کی جاتی ہے اور یہ اشغال بنیادی طور پر فائدہ بخش تو ہیں اور ترقیات کا پہلا زینہ متصور ہوتے ہیں مگر اصل مدعا سے بہت دور ہیں ... امیدوں کا تمام مدار اور انحصار ان رسمی علوم کی تحصیل پر ہرگز نہیں ہو سکتا اور اس آسمانی نور کے اترنے کی ضرورت ہے جو شکوک و شبہات کی آلائشوں کو دور کرتا اور ہوا و ہوس کی آگ کو بجھاتا اور خدا تعالےٰ کی سچی محبت۔ اور سچے عشق اور سچی اطاعت کی طرف کھینچتا ہے .....

اگرچہ تم اپنی دنیوی فکروں اور سوچوں میں بڑے زور سے اپنی دانشمندی اور متانت رائے کے مدعی ہو مگر تمہاری لیاقت، تمہاری نکتہ رسی تمہاری دُور اندیشی صرف دنیا کے کناروں تک ختم ہوجاتی ہے اور تم اپنی اس عقل کے ذریعہ سے اس دوسرے عالم کا ایک ذرا سا گوشہ بھی نہیں دیکھ سکتے جس کی سکونت ابدی کے لئے تمہاری روحیں پیدا کی گئی ہیں۔"

سو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ انسان آسمانی روشنی یعنی الٰہی نور کے بغیر نابینا اور اندھا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے جو رحمٰن اور رحیم ہے انسان کو اس لئے پیدا نہیں کیا کہ وہ انسانی خیالات کے جنگلوں میں بھٹکتا پھرے۔ اس نے تمام زمانوں میں انبیاء کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ حقیقی اور اصل مقصد کی طرف انسانوں کی راہ نمائی کریں۔ اس سلسلہ میں آخری راہ نما حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ نوعِ انسان کی راہ نمائی کے لئے جو احکام آپؐ کو عطا کئے گئے وہ قرآن مجید میں درج ہیں۔ اور ان کا بہترین عملی نمونہ یا اسوۂ حسنہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اپنی حیاتِ طیبہ ہے۔ حضورؐ کے بعد خلفاء راشدین کا دور آیا جو کہ آپؐ کے سچے جانشین تھے اور جن کے وجودوں میں اللہ تعالےٰ کی نازل کردہ روشنی پوری طرح منعکس تھی۔ خلافتِ راشدہ کا دور ختم ہو جانے کے بعد مجددین انسانوں کی اس وقت تک راہ نمائی کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت میرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام مسیح موعود اور مہدی معہود بنکر دنیا میں تشریف لے آئے۔ آپ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز اور آپؐ کے عظیم روحانی فرزند تھے۔ اور آپؑ کی بعثت ان متعدد پیشگوئیوں کے مطابق ہوئی جو قرآن مجید اور اس سے پہلی کتب مقدسہ میں درج ہیں اور جن کا احادیث نبوی میں بھی ذکر ہے۔ آپؑ کی بعثت سے شکوک شبہات اور بے یقینی کے سیاہ بادل چھٹ گئے اور انسان ایک دفعہ پھر اپنے خالق کے قریب آگیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے ذریعہ انسان نے نئی زندگی حاصل کرلی اور اس کی زندگی بامقصد ہوگئی اور اس نے جان لیا کہ اس کی زندگی کا حقیقی مقصد کیا ہے اور اسے کس طرح حاصل کیا جاسکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال سے اس روشنی نے جو اللہ تعالےٰ نے نازل کی تھی چمکنا بند نہیں کردیا۔ حضورؑ کا تو وصال ہوگیا لیکن وہ روشنی اپنی جگہ پر قائم ہے اور روحوں کو باقاعدہ اور مسلسل منوّر کر رہی ہے اور مردوں اور عورتوں کی ان کی حقیقی منزل کی طرف راہ نمائی کر رہی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے انسانوں کو روشنی اور بصارت کے بغیر نہیں چھوڑ دیا۔ روشنی چمک رہی ہے اور اس کی شعاعیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلفاء کے ذریعہ اکنافِ عالم میں پہنچ رہی ہیں۔ ان خلفاء کو چھوڑ کر نہ کہیں روشنی ہے نہ حقیقی راہ نمائی۔

درحقیقت خلیفہ کسی دنیاوی انجمن کا سربراہ نہیں ہوتا اس کا انتخاب خدا خود کرتا ہے اور وہ خدا کے ہاتھ میں ایک آلہ کی طرح ہوتا ہے۔ اس کے ذریعہ آسمانی مقصد اور آسمانی سکیم کی دنیا میں نمائندگی ہوتی ہے۔ یاد رکھو احمدیت کوئی انسانوں کی از خود بنائی ہوئی کلب نہیں ہے یہ ایک جماعت ہے اور جماعت بھی ایسی جس کی اللہ تعالےٰ

نے خود بنیاد رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کی راہ نمائی کرتا رہے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی حقیقۃً تمام روشنی کا منبع ہے اس جماعت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی عظمت اور شان کو دوبارہ قائم کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے۔ یہی جماعت انسانیت کی امیدوں کا مرجع اور اس کے درخشندہ مستقبل کی ضامن خلافت قدرتِ ثانیہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کی دوسری تجلی اگرچہ خلیفہ المہدی المعہود تو نہیں ہوتا۔ لیکن وہ المہدی المعہود کا جانشین ضرور ہوتا ہے۔ اس کا آنا اس وقت ہوتا ہے جب المسیح الموعود والمہدی المعہود کا وصال ہو جائے۔ یہ بات تو واضح ہے کہ مہدی علیہ السلام جسمانی طور پر ہمیشہ تو اس دنیا میں نہیں رہ سکتے تھے لیکن خلافت رہ سکتی ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ قائم رہے گی۔ درحقیقت خلافت اسلام کی ان برکات کے تسلسل کا نام ہے جو مہدی موعود دوبارہ دنیا میں لائے تھے۔

اب اللہ کی مشیت نے فیصلہ فرمایا ہے کہ جانشینی کی بھاری ذمہ داریاں میرے کمزور کندھوں پر ڈالی جائیں۔ جن لوگوں نے میری اطاعت کا عہد کیا ہے اور اسلام کی خدمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے جلال اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت کے اظہار کے لئے کوشاں ہیں انہیں اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ کامیابی اور خدمت کرنے کی توفیق کے لئے ہم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اگر انسانی امداد ہم پہنچائی جائے تو وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے شکر کے طور پر ہونی چاہیئے کہ اس نے محض اپنے فضل سے اپنے دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور یہ مدد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے وصول کرنی چاہیئے کیونکہ اس کی مرضی کے بغیر کوئی چیز بھی کسی کے کام آسکتی ہے اور نہ کسی حقیقی مدد کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے اور ہمت عطا کرے کہ ہم ثابت قدمی سے اسی کے ہو رہیں اور غیر اللہ سے ہمارا کوئی تعلق نہ ہو۔ ہم اس کے دین کی خاطر اور اس کی رضا کے حصول کی خاطر ہمیشہ ہر قربانی کرنے کے لئے تیار رہیں اور ہر قسم کے بتوں کو — دولت کے بت، طاقت کے بت، لوگوں کی خوشنودی یا ان کی ناراضی کے بت، تعداد کی کثرت کے بت، نسلی امتیاز کے بت — پاش پاش کر دیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہو اور ہماری مدد اور نصرت فرمائے۔ خدا کرے کہ اس کی رضا اور اس کی خوشنودی بتمام و کمال ظاہر ہو۔

آمین یا رب العالمین

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷ اپریل ۱۹۷۰ء بمقام مسلم ٹیچرز ٹریننگ کالج لیگوس۔ نائیجیریا۔ مطبوعہ الفضل ۱۴ مئی ۱۹۷۰ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فارسی الاصل ہیں

(مکرم جناب اخوند فیاض احمد صاحب لاہور)

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الجمعہ میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی پیشگوئی ان الفاظ میں فرمائی ہے:۔

وَ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (آیت ۴)

یعنی صحابہؓ کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بذریعہ ایک بروز اور عظیم الشان فرزندِ روحانی کے نزول فرمائیں گے اور حدیثِ نبوی سے ثابت ہے کہ وہ آنے والا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز اور فرزندِ خاص فارسی الاصل ہوتا تھا چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"اس آیت میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں آتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! یہ آخرین کون ہیں؟ تو آپؐ نے سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل او رجالٌ من فارس (بخاری) یعنی اگر ایک وقت ایمان ثریا پر بھی اُڑ گیا، تو اہلِ فارس کی نسل سے ایک یا ایک سے زیادہ لوگ اسے واپس لے آئیں گے۔ اس میں مہدی معہود کی خبر ہے۔" (تفسیر صغیر)

اسی طرح حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ النجم کی ابتدائی آیات

والنجم اذا ھوٰی ۝ ما ضلّ صاحبکم وما غوٰی ۝ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

"یہ اُس پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں فرمائی ہے کہ لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجلٌ من فارس۔ یعنی اگر ایمان اُڑ کر ثریا پر بھی چلا جائے گا تو بھی اسے ایک فارسی شخص وہاں سے واپس لے آئے گا۔

یعنی جب وہ شخص ظاہر ہوگا تو ہر ایک پر کھل جائے گا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کامل تھی۔ نہ وہ راستہ بھولے تھے، نہ گمراہ تھے اور نہ خواہشاتِ نفسانی کے تابع تھے۔" (تفسیر صغیر)

جماعت احمدیہ کا ایمان اور عقیدہ ہے کہ ان آیاتِ قرآنی اور حدیث نبوی کی پیشگوئیوں کے عین مطابق اور عین وقت پر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دنیا میں بحیثیت مسیح موعود اور مہدی کے مبعوث ہوئے چنانچہ حضورؑ نے اللہ تعالیٰ سے الہام پاکر ان پیشگوئیوں کا مصداق اپنے آپ کو قرار دیا۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"حضرت عالی سیدنا و مولانا صلے اللہ علیہ وسلم بطور پیشگوئی فرما چکے ہیں کہ اس امت پر ایک زمانہ آنے والا ہے جس میں وہ یہودیوں سے سخت درجہ کی مشابہت پیدا کرلے گی۔ . . . . تب فارس کی اصل میں سے ایک ایمان کی تعلیم دینے والا پیدا ہوگا۔ اگر ایمان ثریا پر معلّق ہوتا تو وہ سے اس جگہ سے بھی پالیتا۔ یہ پیشگوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ جس کی حقیقت الہامِ الٰہی نے اس عاجز پر کھول دی اور تصریح سے اس کی کیفیت ظاہر کردی اور مجھ پر خدا تعالےٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ سے کھول دیا کہ حضرت مسیح بن مریم بھی درحقیقت ایک ایمان کی تعلیم دینے والا تھا جو حضرت موسےٰ سے چودہ سو برس بعد پیدا ہوا۔ . . . . پس جبکہ اس امت کو بھی اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے عہد پر چودہ سو برس کے قریب مدت گزری تو وہی آفات ان میں بھی بکثرت پیدا ہوگئیں جو یہودیوں میں پیدا ہوئی تھیں تا وہ پیشگوئی پوری ہو جو ان کے حق میں کی گئی تھی۔ پس خدا تعالےٰ نے ان کے لئے بھی ایک ایمان کی تعلیم دینے والا مثیلِ مسیح اپنی قدرتِ کاملہ سے بھیج دیا۔" (فتح اسلام حاشیہ صہ ۱۳ تا صہ ۱۵)

یہ ایک الگ اور طویل مضمون ہے کہ آنے والے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرزندِ جلیل یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فارسی الاصل ہوتے میں کیا خاص حکمتیں اور نہاں در نہاں الٰہی مصلحتیں موجود ہیں۔ موجودہ مضمون میں موضوع کے لحاظ سے اور مختصر طور پر اس امر کے ظاہری اور ناقابلِ تردید چند ثبوت پیش کئے جائیں گے کہ فی الواقع امام الزمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فارسی الاصل تھے۔ تاکہ اس امر میں مخفی عظیم الشان حکمتوں کے قطع نظر محض ظاہر طور پر بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اپنے فرزندِ خاص مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق پیشگوئی کے الفاظ کا نہایت کھلے اور بیّن طور پر پورا ہونا ثابت ہوجائے۔ والحق ما قال اھل الحق۔

اس ضمن میں یہ عاجز سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ میں حضورؑ کا شجرۂ نسب نیز حضورؑ کے مورثِ اعلیٰ کی سرزمینِ ہند و پاک میں تشریف آوری کے متعلق بیان مختصراً درج ذیل کرتا ہے:۔

"ہمارا شجرہ نسب اس طرح پر ہے۔ میرا نام غلام احمد ابن مرزا غلام مرتضیٰ صاحب ابن مرزا عطا محمد صاحب ابن مرزا گل محمد صاحب ابن مرزا فیض محمد صاحب ابن مرزا محمد قائم صاحب ابن مرزا محمد اسلم صاحب ابن مرزا محمد دلاور صاحب ابن مرزا الہ دین صاحب ابن مرزا جعفر بیگ صاحب ابن مرزا محمد بیگ صاحب ابن مرزا عبدالباقی صاحب ابن مرزا محمد سلطان صاحب ابن مرزا ہادی بیگ صاحب مورث اعلیٰ۔"

(کتاب البریہ حاشیہ در حاشیہ ص۱۴۲)

فرمایا: "ہماری قوم برلاس ہے اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جو اب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے اور ان کے ساتھ قریباً دو سو آدمی ان کے توابع اور خدام اور اہل و عیال میں سے تھے اور وہ ایک معزز رئیس کی طرح اس ملک میں داخل ہوئے اور اس قصبہ (یعنی قادیان۔ ناقل) کی جگہ میں جو اس وقت ایک جنگل پڑا ہوا تھا جو لاہور سے تخمیناً بفاصلہ پچاس کوس بگوشہ شمال مشرق واقع ہے فروکش ہو گئے۔"

(کتاب البریہ حاشیہ ص۱۶۳)

نیز اگر حضور کے شجرہ نسب کو سمرقند سے ہندو پاک سرزمین سے تشریف لانے والے مورث اعلیٰ حضرت مرزا ہادی بیگ صاحب سے آگے بڑھایا جائے تو یہ شجرہ حاجی برلاس صاحب سے جا ملتا ہے جو عظیم فاتح امیر تیمور کے حقیقی چچا تھے۔ چنانچہ حاجی برلاس صاحب کا شجرہ نسب جو ایردم جی برلاس سے شروع ہوتا ہے۔ (جن کی چھٹی پشت میں حاجی برلاس صاحب ہوئے) "تاریخ ہندوستان" جلد سوم مرتبہ شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ خان دھلوی مطبوعہ ۱۹۱۴ء میں دیکھا جا سکتا ہے۔

تاریخ سے ثابت ہے کہ چھٹی صدی ہجری میں سمرقند اور کش کے علاقہ میں برلاس قبیلہ کی حکومت قائم تھی چنانچہ خود امیر تیمور اپنی کتاب "تزک تیموری" میں لکھتا ہے کہ قراچار نے جو اپنی قوم میں سب سے پہلے مسلمان ہوا کش کے علاقہ پر برلاس قبیلہ کو حاکم بنا دیا۔ (Memoris of Tamur p28)

اور محققین نے برلاس قبیلہ کو ایرانی نسل سے ہی قرار دیا ہے۔ چنانچہ مشہور محقق Harold Lamb اپنی کتاب Tamur-Xen مطبوعہ نیویارک ۱۹۲۸ء میں لکھتا ہے کہ برلاس

"ایشیا کے سطح مرتفع کی ..... ایک قوم تھی جسے گزشتہ زمانے میں Scythian کہتے تھے۔"

اور انسائیکلوپیڈیا آف برٹینیکا میں زیر لفظ Scythia یہ درج ہے:-

مولوی بٹالوی صاحب کے الفاظ کی آڑ لے کر شائد کوئی نادان جلد بازی میں یہ کہہ اٹھے کہ حضرت مرزا صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) جنہوں نے مہدی معہود ہونے کا دعوےٰ کیا، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے "اہل بیت" سے تو نہ ٹھہرے۔ تو یاد رکھنا چاہیئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو اپنے "اہل بیت" سے قرار دیا ہے۔ جن کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح موعود اور مہدی معہود کے بارہ میں پیشگوئی فرمائی تھی کہ

لوکان الایمان معلقاً بالثریا لناله رجلٌ او رجالٌ من ھٰولاء

اور پھر جب چودہ سو سال کے بعد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت مخبرِ صادق صلے اللہ علیہ وسلم کی مبارک پیشگوئی کے عین مطابق اس دنیا میں تشریف لائے تو ایک بار آپ کو

"رؤیا میں معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

انت سلمانُ و منّی یا ذاالبرکاتِ" (تذکرہ طبع دوم ص۵۹۶)

(ترجمہ:۔ تو سلمان ہے اور مجھ سے ہے اے صاحب برکات!)

نیز جب مسمّی بہ سلمان۔ ذات البرکات۔ فارسی الاصل۔ فرزند رسول اللہ کو یہ کشف اور الہام ہوا تو عجیب قدرت وحکمتِ خداوندی کے ماتحت، اس الہام سے پہلے اور بعد میں فارسی میں بھی آپ کو الہام ہوئے۔ پہلا فارسی الہام یہ ہے ؎

چو دورِ خسروی آغاز کردند ٭ مسلماں را مسلماں باز کردند

فرمایا:۔

"دورِ خسروی سے مراد اس عاجز کا عہدِ دعوت ہے۔ مگر اس جگہ دنیا کی بادشاہت مراد نہیں بلکہ آسمانی بادشاہت مراد ہے جو مجھ کو دی گئی۔ خلاصہ معنی اس الہام کا یہ ہے کہ جب دورِ خسروی یعنی دورِ مسیحی جو خدا کے نزدیک آسمانی بادشاہت کہلاتی ہے ششم ہزار کے آخر میں شروع ہوا، جیسا کہ خدا کے پاک نبیوں نے پیشگوئی کی تھی، تو اس کا یہ اثر ہوا کہ وہ جو ظاہری مسلمان تھے وہ حقیقی مسلمان بننے لگے۔" (تذکرہ طبع دوم ص۵۹۶)

اور بعد کا فارسی الہام یہ ہے ؎

مقامِ او مبیں از راہِ تحقیر ٭ بدورانش رسولاں ناز کردند (تذکرہ طبع دوم ۵۹۶)

ترجمہ۔ اس کے مقام کو تحقیر کی نظر سے نہ دیکھ اس کے عہد پر تو رسولوں کو بھی ناز ہے

فسبحان اللہ و بحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔ اللھم صلّ علیٰ محمدٍ وعلیٰ آل محمدٍ وعلیٰ عبدك المسیح الموعود

خلافتِ ثالثہ کے بارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں

(مکرم جناب خالد سیف اللہ خان صاحب ایس سی انجنیئر نگ عال مقیم کوپن ھیگن ڈنمارک)

چند روز ہوئے خاکسار عاجز مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن میں "تذکرہ" کے جستہ جستہ مقامات دیکھ رہا تھا تو ایسے بہت سے الہامات نظر سے گزرے جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کی زندگی کے آخری اڑھائی سالوں کے عرصہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان پوتے کی بشارت کی بار بار خوشخبری دی گئی تھی۔ ان الہامات میں جہاں ایک طرف صاحبزادہ میاں مبارک احمد صاحب مرحوم کی وفات کا واضح طور پر ذکر تھا وہاں ساتھ ہی ان کی جگہ ایک پوتے کے ملنے کی خوشخبری بھی تھی۔ نیز ان الہامات میں اس "مبارک پوتے" کے بہت سے نام بھی بیان کئے گئے تھے جن میں اس کی ذات اور اس کے عہد کے اہم واقعات اور برکات کا ذکر مضمر تھا۔ یہ الہامات وہ ہیں جو گزشتہ چھیاسٹھ سالوں سے شائع شدہ اور متعارف چلے آتے ہیں اور احباب جماعت ان سے بخوبی واقف ہیں۔ لیکن چونکہ خدائی نشانوں اور احسانوں پر غور کرنے اور انہیں بار بار سامنے لانے سے خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کی نعمتوں کی قدر دانی کا احساس پیدا ہوتا ہے اور یقین اور معرفت میں ترقی ہوتی ہے۔ لہٰذا آیئے خدائی ارشاد اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ کی تعمیل میں ایک بار پھر ایسے چند ایک الہامات پر یکجائی نظر ڈالیں۔

۱۔ مارچ ۱۹۰۶ء

"چند روز ہوئے یہ الہام ہوا تھا۔ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَافِلَةً لَّكَ (ترجمہ) ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہوگا۔ ممکن ہے کہ اس کی یہ تعبیر ہو کہ محمود کے ہاں لڑکا ہو۔ کیونکہ نافلہ پوتے کو بھی کہتے ہیں یا بشارت کسی اور وقت تک موقوف ہو

(تذکرہ طبع دوم صفحہ ۵۹۹)

۲۔ ۲۶ ستمبر ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا تھا

"اے مظفر تجھ پر سلام کہ خدا نے تیری بات سُن لی۔ خدا تیرے لئے لڑکا دیگا" (تذکرہ ۶۶۹)

۳۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو الہامات ہوئے

"آپ کے لڑکا پیدا ہوا ہے .... اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ ــ يَنْزِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَكِ ، ساقیا آمدنِ عید مبارک بادت۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ" (تذکرہ م۳۔ ۷)

ترجمہ:۔ ہم تجھے ایک عقلمند اور بردبار لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں وہ مبارک احمد کی جگہ آئیگا یا اس کی شبیہ ہوگا۔ اے ساقی عید کا آنا تجھے مبارک ہو۔ یقیناً اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقوے اختیار کرتے ہیں۔ اور نیکی کرتے ہیں۔

۴۔ ستمبر ۱۹۰۷ء

(۱) خواب میں دیکھا کہ ایک پانی کا گڑھا ہے۔ میاں مبارک احمد اس میں داخل ہوا اور غرق ہوگیا۔ بہت تلاش کی گیا مگر کچھ پتہ نہیں ملا۔ پھر آگے چلے گئے تو اس کی بجائے ایک اور لڑکا بیٹھا ہوا ہے۔

(۲) الہام: لَا عِلَاجَ وَ لَا يُحْفَظُ (ترجمہ۔ نہ کوئی علاج ہو سکے گا اور نہ اس کی کسی طرح سے حفاظت ہوسکے گی)

(۳) الہام: يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ (ترجمہ۔ اس دن کو یاد کرو جب آسمان نمایاں طور پر دھواں لائے گا)

(۴) الہام: اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ (ترجمہ۔ ہم تجھے ایک حلم والے لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں) (تذکرہ م۷۲۵)

۵۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۰۷ء

"فرمایا ذرا سی مجھے غنودگی ہوئی تو الہام ہوا جس کا اتنا حصہ یاد رہا۔ اِنِّيْ مُبَارَكٌ اس کے معنے بہت ہیں جیسے اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ہے ایسے ہی یہ ہے" (تذکرہ م۷۲۹)

مذکورہ بالا الہامات و کشوف میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ بتایا گیا تھا کہ

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پوتے کی شکل میں ایک اور بیٹا عطا کیا جائے گا۔ یہ بیٹا حضرت سیدنا مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے گھر ہونا تھا۔

۲۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سلامتی اور قبولیتِ دعا کی بشارت کے ساتھ فرمایا گیا کہ خدا تجھے لڑکا دے گا۔

۳۔ پھر بتایا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا وہ لڑکا نہایت عقلمند اور بردبار ہوگا وہ مبارک احمد صاحب کی جگہ اور ان کی شبیہہ پر آئے گا

۴۔ صاحبزادہ میاں مبارک احمد صاحب مشیت ایزدی کے تحت موت کے گڑھے میں جا داخل ہوں گے اور پھر وہاں سے واپس نہیں آئیں گے۔ لیکن ان کی جگہ اور ان کی بجائے اگلی نسل میں سے ایک لڑکا دیا جائے گا وہ مبارک احمد صاحب کی جگہ دیا جائے گا۔ صاحبزادہ میاں مبارک احمد صاحب کی بیماری میں، کوئی علاج کارگر نہیں ہو سکے گا اور نہ کسی اور طرح سے وفات سے بچائے جائیں گے جب وہ مبارک ثانی آئے گا تو دنیا ایسے انقلابات اور تباہیوں سے دوچار ہوگی کہ آسمان دھوئیں سے بھر جائے گا۔ خدا نے ایک بار پھر فرمایا کہ ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی بشارت دیتے ہیں۔

۵۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک مبارک نسل کا وعدہ دیا گیا یا یہ کہ آنے والے بیٹے کی طرف سے یہ کہا گیا کہ اِنِّیْ مُبَارَکٌ کہ آنے والا مبارک میں ہوں۔

الغرض ان الہامات میں وضاحت کے ساتھ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب مرحوم کی وفات اور ان کی جگہ اور ان کے شبیہہ ایک پوتے کی بشارت دی گئی تھی۔ نیز یہ بتایا گیا تھا کہ اس کے وجود اور عہد کے ساتھ ذیل کے بہت سے انقلابات اور جنگیں وغیرہ وابستہ ہیں۔ لیکن ساتھ ہی اس کا عہد سلسلہ کے لئے شادکامیوں کا دور ہوگا۔

مذکورہ بالا الہامات کے علاوہ کچھ اور بھی الہامات ہیں جو موعود نافلہ کی وضاحت کے ساتھ علامات اور صفات بیان کرتے ہیں۔ لیکن یہ الہامات وہ ہیں جن میں بیان کردہ علامات حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے وجود میں بھی پوری ہوتی ہیں۔ لہٰذا یا تو یہ سمجھنا پڑے گا کہ حضرت مصلح موعودؓ ہی ان الہامات کے حقیقی مصداق ہیں۔ لیکن طفیلی طور پر ان کا نمایاں ظہور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے وجود میں ہونا مقدر تھا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"بعض رؤیا نبی کے اپنے زمانہ میں پورے ہوتے ہیں اور بعض اولاد یا کسی متبع کے ذریعے سے پورے ہوتے ہیں مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قیصر وکسریٰ کی کنجیاں ملی تھیں تو وہ ممالک حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فتح ہوئے۔" (تذکرہ ص۵۹۹) اور اس لحاظ سے خلافتِ ثالثہ بھی خلافت ثانیہ کا تتمہ ہے

اور یا یہ پیشگوئیاں دوبار پوری ہوئی ہیں۔ پہلی بار حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے وجود میں اور دوسری بار حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے وجود میں اور اس میں کیا شک ہے کہ خدائی باتوں کے متعدد بطن ہوتے ہیں اور وہ کئی بار ظہور میں آجاتی ہیں۔ اب ان کو درج ذیل کر کے ان کے ایسے پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا جائے گا جن کا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے وجود کے ساتھ تعلق معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ ۲۷ جنوری ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا۔

"اے ورڈ اینڈ ٹو گرلز"

خواب میں دیکھا کہ گویا ایک انگریز مذکورہ بالا الفاظ بار بار بولتا ہے۔ پھر جب غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ انگریز نہیں بلکہ وہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ہیں جو وہ الفاظ بول رہے ہیں اور یہی الہام انگریزی میں ہوا اور ساتھ ہی اس کا ترجمہ بھی یعنی یہ کہ

ایک کلام اور دو لڑکیاں" (تذکرہ ص۵۸۶)

۲۔ ۱۹ فروری ۱۹۰۶ء

" دیکھا کہ منظور محمد صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے اور دریافت کرتے ہیں کہ اس لڑکے کا کیا نام رکھا جائے۔ تب خواب سے حالت الہام کی طرف چلی گئی اور یہ معلوم ہوا "بشیر الدولہ" فرمایا کئی آدمیوں کے واسطے دعا کی جاتی ہے۔ معلوم نہیں کہ منظور محمد کے لفظ سے کس کی طرف اشارہ ہے۔ ممکن ہے کہ بشیر الدولہ کے لفظ سے یہ مراد ہو کہ ایسا لڑکا میاں منظور محمد کے پیدا ہو گا جس کا پیدا ہونا موجب خوشحالی اور دولتمندی ہو جائے اور یہ بھی قرین قیاس ہے کہ وہ لڑکا خود اقبال مند اور صاحب دولت ہو لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کہ کب اور کس وقت یہ لڑکا پیدا ہو گا۔ خدا نے کوئی وقت ظاہر نہیں فرمایا ممکن ہے کہ جلد ہو یا خدا اس میں کئی برس کی تاخیر ڈال دے۔" (تذکرہ ص۵۹۰)

۳۔ ۷ جون ۱۹۰۶ء

" بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوا کہ میاں منظور محمد صاحب کے گھر میں یعنی محمدی بیگم کا ایک لڑکا پیدا ہو گا جس کے دو نام ہوں گے۔

(۱) بشیر الدولہ (۲) عَالَمِ کباب

یہ ہر دو نام بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوئے اور ان کی تعبیر اور تفہیم یہ ہے۔

(۱) بشیر الدولہ سے یہ مراد ہے کہ وہ ہماری دولت اور اقبال کے لئے بشارت دینے والا ہو گا اس کے پیدا ہونے کے بعد یا اس کے ہوش سنبھالنے کے بعد زلزلہ عظیمہ کی پیشگوئی اور دوسری پیشگوئیاں ظہور میں آئیں گی۔ اور گروہ کثیر مخلوقات کا ہماری طرف رجوع کرے گا اور عظیم الشان فتح ظہور میں آئے گی۔

(۲) عالم کباب سے یہ مراد ہے کہ اس کے پیدا ہونے کے چند ماہ تک یا جب تک کہ وہ اپنی برائی بھلائی شناخت کرے دنیا پر ایک سخت تباہی آئے گی۔ گویا دنیا کا خاتمہ ہو جائے گا۔

اس وجہ سے اس کا نام عالم کباب رکھا گیا۔ غرض وہ لڑکا اس لحاظ سے کہ ہماری دولت اور اقبال کی ترقی کے لئے ایک نشان ہوگا وہ بشیر الدولہ کہلائے گا اور اس لحاظ سے کہ مخالفوں کے لئے قیامت کا نمونہ ہوگا، عالم کباب کے نام سے موسوم ہوگا۔

اس کے بعد معلوم ہوا کہ اس لڑکے کے دو اور نام ہیں۔

(۱) ایک شادی خان کیونکہ وہ جماعت کے لئے شادی کا موجب ہوگا۔

(۲) دوسرے کلمۃ اللہ خان کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا جو ابتداء سے مقرر تھا اس زمانہ میں پورا ہو جائیگا ضرور ہے کہ خدا اس لڑکے کی والدہ کو زندہ رکھے جب تک یہ پیشگوئی پوری ہو اور گذشتہ الہام سے اے ورڈ اینڈ ٹو گرلز اسی پیشگوئی کو بیان کرتا ہے جس کے معنی ہیں ایک کلمہ اور دو لڑکیاں کیونکہ میاں منظور محمد کی دو لڑکیاں ہیں اور جب کلمۃ اللہ پیدا ہوگا تب یہ بات پوری ہو جائے گی ایک کلمہ اور دو لڑکیاں۔" (تذکرہ ص۶۱۵، ۶۱۶)

۴- ۱۹ر جون ۱۹۰۶ء

"میاں منظور محمد صاحب کے اس بیٹے کا نام جو بطور نشان ہوگا بذریعہ الہام الٰہی مفصلہ ذیل معلوم ہوئے۔ (۱) کلمۃ العزیز (۲) کلمۃ اللہ خان (۳) ورڈ (۴) بشیر الدولہ (۵) شادی خان (۶) عالم کباب (۷) ناصر الدین (۸) فاتح الدین (۹) ھٰذا یَوْمٌ مُّبَارَکٌ" (تذکرہ ص۶۲۰)

مذکورہ بالا الہامات حضرت پیر منظور محمد صاحب مرحوم کے ہاں ان کی بیوی محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ کے بطن سے ایک بیٹے کی پیدائش کے بارہ میں ہیں۔ لیکن چونکہ الہامات و رؤیا میں بعض دفعہ ایک شخص سے کوئی دوسرا شخص جو اس کے مشابہ ہو مراد ہوتا ہے نیز ناموں کی بھی تعبیر ہوتی ہے۔ لہٰذا اس کی تاویل کرنی پڑے گی۔ خدا تعالےٰ کی عجیب حکمت ہے کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان الہامات کے بارے میں فرما دیا ہے۔ کہ "معلوم نہیں منظور محمد کے لفظ سے کس کی طرف اشارہ ہے"۔ یوں بھی پیر منظور محمد صاحب مرحوم کے گھر کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا اور ان الہامات کے بعد سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں جو عمر پانے والا لڑکا پیدا ہوا وہ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد ایدہ اللہ تھے۔ لہٰذا منظور محمد اور محمدی بیگم سے کوئی دوسرے وجود مراد ہوں گے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کے تعلق میں منظورِ محمد سے مراد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا وجودِ گرامی ہوگا۔ "مصلح موعود" والی پیشگوئی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جل شانہ

سے نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔" (تذکرہ ص۱۴۴ حاشیہ)

پس اس میں کیا شک ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ منظورِ محمد تھے۔ پھر بار بار یہ کہا گیا ہے کہ منظور محمد صاحب کی اُس بیوی سے ہی یہ لڑکا ہوگا جس کا نام محمدی بیگم ہے۔ اس بات کی نمایاں تکرار سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ شاید منظور محمد صاحب کی اس وقت ایک سے زائد بیویاں موجود تھیں یا بعد میں مزید ازواج ان کے نکاح میں آنے کا امکان تھا۔ تبھی تو خاص طور پر تکرار سے اس بیوی کا نام لیا گیا ورنہ عام طور پر اگر کسی کی ایک ہی بیوی ہو تو ایسے تکرار کی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ یہ بھی عجیب بات ہے کہ جہاں تک پیر صاحب مرحوم کا تعلق تھا ان کی ایک ہی زوجہ تھیں اور وہ بھی مرضِ سل سے بیمار تھیں۔ آخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کے مطابق اسی مرض سے وفات پاگئیں (تذکرہ ص۵۰۰) لہٰذا اس تکرار میں یہ واضح اشارہ پایا جاتا ہے کہ وہ وجود جن کا نام ان الہامات میں منظورِ محمد رکھا گیا ہے۔ ان کی بعض دوسری ازواج بھی ہونگی۔ مگر یہ موعود بیٹا اس زوجہ سے ہوگا جن کا الہامی نام محمدی بیگم ہوگا۔ اس اہلیہ کی مزید تعیین یہ کہہ کر فرمائی گئی کہ منظورِ محمدؐ کی اس بیوی سے دو لڑکیاں ہونگی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کی والدہ محترمہ کا نام حضرت سیدہ محمودہ بیگم رضی اللہ عنہا تھا۔ ظاہر ہے کہ محمود احمد اور محمدؐ کے ناموں میں اشتراکِ معنوی پایا جاتا ہے۔ محمودہ کی ہ تانیث کی ہے اور پنجابی میں محمدی کی ی تانیث کی ہے۔ لہٰذا محمودہ کے معنی ہیں تعریف کی گئی اور محمدی کے معنی ہیں بہت تعریف کی گئی۔ چنانچہ حضرت سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی دو ہی عمر پانے والی صاحبزادیاں ہیں (سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب اور سیدہ امۃ العزیز بیگم صاحبہ اہلیہ صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب)

پھر انگریزی میں "اے ورڈ اینڈ ٹو گرلز" کے الہام ہونے میں یہ اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ اس لڑکے کا انگریزی زبان بولنے والوں سے کوئی خاص تعلق ہوگا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ آکسفورڈ یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہیں۔ نیز انگلینڈ اور انگریزی استعمال کرنے والے دوسرے علاقوں میں اہم فتوحات ان کے عہد میں مقدر معلوم ہوتی ہیں۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کو مغربی افریقہ اور یورپین ممالک میں احمدیت کی تبلیغ و ترقی کی طرف خاص توجہ ہے اور نصرت جہاں ریزرو فنڈ اور لیپ فارورڈ پروگرام کے تحت انگریزی استعمال کرنے والے ممالک میں نئے نئے میڈیکل مشنوں اور سکولوں کے افتتاح کے ذریعہ ایک عظیم الشان مہم شروع کی جا چکی ہے۔

ایک علامت مبارک ثانی" کی یہ تھی کہ "اس کے پیدا ہونے کے بعد یا اس کی ہوش سنبھالنے کے بعد زلزلہ عظیمہ کی پیشگوئی اور دوسری پیشگوئیاں ظہور میں آئیں گی" چنانچہ ۱۹۱۴ء میں جب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے پانچ برس کی عمر میں ہوش سنبھالا تو زلزلہ عظیمہ کی پیشگوئی جنگ عظیم اوّل کی صورت میں ظہور پذیر ہوئی اور دراصل اس کی بنیاد تو کئی سال پہلے ہی پڑ چکی تھی۔ پھر دوسرا زلزلہ عظیمہ جنگ عظیم دوئم کی صورت میں ظہور میں آیا اور اس کے بعد تو دنیا بھر میں جنگوں اور بے اطمینانی کا دور شروع ہو گیا جو خدا ہی جانتا ہے کب تک چلتا چلا جائے۔ آئندہ پچیس برس کے عرصہ میں ایک اور زلزلہ عظیمہ سے یورپ کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انتباہ کیا ہے جس کے ساتھ جماعت کی ترقی کے وعدے وابستہ ہیں۔

الہام میں آپ کو کلمۃ العزیز، کلمۃ اللہ خاں ورڈ، کہا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لڑکا خدا تعالیٰ کی کئی باتوں اور پیشگوئیوں کو پورا کرنے کا موجب ہوگا۔ چنانچہ ہزاروں سال پرانی یہود کی روایات کی کتاب طالمود میں مسیح موعود کے پوتے کے متعلق اپنے باپ اور دادا کا جانشین ہونے کی پیشگوئی موجود ہے۔ نیز آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشگوئیاں بھی آپ کے وجود میں پوری ہوئیں۔ جن کی وجہ سے آپ کلمۃ اللہ ٹھہرے۔

پھر الہام میں آپ کو بشیر الدولہ، شادی خاں (کیونکہ وہ اس جماعت کے لئے شادی کا موجب ہوگا" حضرت مسیح موعودؑ) فاتح الدین کہا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"غرض وہ لڑکا اس لحاظ سے کہ ہماری دولت اور اقبال کی ترقی کے لئے ایک نشان ہوگا وہ بشیر الدولہ کہلائے گا اور اس لحاظ سے کہ مخالفوں کے لئے قیامت کا نمونہ ہوگا عالم کباب کے نام سے موسوم ہوگا۔"

پھر آپ کی بابت الہام ہے هٰذَا يَوْمٌ مُّبَارَكٌ یعنی آج کا دن جو اس موعود نافلہ کی پیدائش کا دن ہے مبارک ہے دوسرے الہامات میں اسے عید کا دن کہا گیا ہے۔ نیز اس لئے بھی کہ وہ مبارک احمد ثانی کے آنے کا دن ہے۔

پھر آپ کا نام ناصر الدین رکھا گیا ہے۔ علامات بیان کرنے کے ساتھ آنے والے کا نام گرامی بھی بتا دیا گیا۔ اس میں کیا شک ہے کہ آج دین کا ناصر وہی ہے جو احمدؐ کا ناصر ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بھی ایک ناصر دین لڑکے کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ چنانچہ الفضل ۸ راپریل ۱۹۱۵ء میں ہے:۔

"۲۶ ستمبر ۱۹۰۹ء کو ایک خط حضرت صاحبزادہ صاحب (حضرت مصلح موعود ؓ ناقل) نے منشی فخر الدین صاحب ملتانی کو لکھا جس کے بعض فقرات کا فوٹو الفضل مورخہ ۸ راپریل ۱۹۱۵ء میں شائع

ہوا۔ اس خط کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرزند ارجمند بخشا (یہ پیشگوئی حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی ولادت کے ساتھ پوری ہوئی) خط کے الفاظ حسب ذیل ہیں:۔

قادیان ۲۶ ستمبر ۱۹۰۹ء (بحروفِ انگریزی) مجھے بھی خدا تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ میں تجھے ایک ایسا لڑکا دوں گا جو دین کا ناصر ہوگا اور اسلام کی خدمت پر کمربستہ ہوگا۔ والسلام

خاکسار مرزا محمود احمد"

(بحوالہ مجلہ الجامعہ مصلح موعود نمبر شمارہ ۱۲ صفحہ ۲۰)

یہ بھی خدائی تصرف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اس تعلق میں پہلا الہام "اے ورلڈ اینڈ گرلز" انگریزی میں ہوا تھا اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی "ناصر دین" بیٹے کی بشارت بزبانِ انگریزی تحریر فرمائی۔

الغرض جماعت احمدیہ خوش نصیب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے موعود نافلہ۔ مبارک احمد ثانی۔ ناصر الدین فاتح الدین۔ کلمۃ العزیز۔ کلمۃ اللہ خان۔ ورڈ۔ بشیر الدولہ۔ شادی خان۔ عالم کباب۔ ھٰذا یَوْمٌ مُّبَارَکٌ کا دورِ حیات آفرین بخشا ہے۔ یہ دور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے کا دور ہے۔ یہ دور جہاں دنیا بھر کے لئے انقلابات حوادث اور زلازل کا دور ہے۔ وہاں اسلام اور جماعت احمدیہ کے لئے عظیم الشان قربانیوں فتوحات۔ ترقیات اور عید جیسی شادیوں کو بھی اپنے ساتھ لے کر آیا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورِ خلافت کے واقعات اس پر شاہد ناطق ہیں۔ خدا کرے کہ جماعت اس نعمتِ عظمیٰ کی وہ قدردانی کر سکے جو اس کا حق ہے آمین ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۔

(مرقومہ ۴ اپریل ۱۹۷۲ء، کوپن ہیگن ڈنمارک)

دُعا سے کیا ملتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

" دُعا سے الہام ملتا ہے۔ دعا سے ہم خدا تعالیٰ سے کلام کرتے ہیں۔ جب انسان اخلاص اور توحید اور محبت اور صدق اور صفا کے قدم سے دعا کرتا کرتا فنا کی حالت تک پہنچ جاتا ہے تب وہ زندہ خدا اس پر ظاہر ہوتا ہے جو لوگوں سے پوشیدہ ہے۔"

(الحکم ۲۳ جنوری ۱۸۹۹ء)

اشتراکیت کا عروج و زوال

حضرت مصلح موعودؓ کے عہد کا عظیم فتنہ اور اس کا تاریخی جائزہ

(۳)

(از مکرم محمد اجمل صاحب شاھد)

سورۂ فاتحہ اور کمیونسٹ تحریک

کمیونسٹ تحریک کے عروج کی وجہ سے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ اس کے ردّ کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور ہمیشہ ہی دعائیں بھی کرتے رہے۔ چنانچہ ایک ۱۶، ۱۷ ستمبر ۱۹۴۵ء کو کمیونسٹوں اور بعض دیگر فتنوں کے دُور ہونے کے متعلق دعا فرمائی تو خواب میں آپ نے قرآن کریم کی بعض آیات کی تلاوت فرمائی۔ جن میں سورہ فاتحہ بھی تھی چنانچہ اس کے متعلق حضور فرماتے ہیں:۔

"اس کے بعد میں نے سورۂ فاتحہ کی تلاوت الحمد سے لے کر ولا الضالین تک کی۔ اس تلاوت کے درمیان میں بھی ایک جگہ میری آواز میں ایسی خوبصورتی اور تاثیر پیدا ہوئی کہ سارا مجمع بے اختیار سبحان اللہ کہہ اٹھا۔ لیکن مجھے یاد نہیں کہ کس مقام پر ایسا ہوا"

اس حصۂ خواب کی تعبیر کے متعلق حضور فرماتے ہیں:۔

"سورۂ فاتحہ میں کمیونسٹوں کا ردّ ہے۔ (اس بارہ میں ایک الہام مجھے پہلے بھی ہو چکا ہے جو یہ ہے کہ انما انزلت السورة الفاتحه لتدمیر فتنة الدجال"

(الفضل ۲۱ ستمبر ۱۹۴۵ء)

حضرت مصلح موعودؓ نے خواب کی تعبیر میں سورہ فاتحہ میں کمیونسٹوں کے ردّ کے متعلق جو فرمایا ہے۔ اس کی صداقت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ان پُر معارف خطبات سے ہوتی ہے جو آپ نے اسلام کے اقتصادی نظام کے اصول و فلسفہ پر ارشاد فرمائے۔ ان میں آپ نے کمیونزم کے اقتصادی نظام پر اسلامی نظام کی

برتری کا یہی پہلو بیان فرمایا کہ وہ سورۃ فاتحہ میں بیان فرمودہ صفات پر مبنی ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"اسلام کا اقتصادی نظام ان چار بنیادی صفات باری پر قائم ہے۔ ربّ۔ رحمٰن۔ رحیم اور مالک یوم الدین ...... دراصل یہ امہات الصفات ہی ہیں جن کے گرد سارا اقتصادی نظام چکر لگا رہا ہے۔" (اسلام کے اقتصادی نظام کے اصول اور فلسفہ ص۳۷-۳۶)

اسلام کا اقتصادی نظام یہ فرض عائد کرتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی امہات الصفات ہیں۔ مثلاً اس کا رب ہونا، رحمٰن ہونا، رحیم ہونا اور مالک ہونا ان کی ظلیت کے طور پر (یعنی بطور ظلّ کے) یہی صفات ہمیں بھی اپنی زندگیوں میں ظاہر کرنی چاہئیں۔ اور اسی طرح اقتصادی زندگی میں بھی کیونکہ وہ بھی ہماری زندگی کا ایک حصہ ہے اس کو باہر نہیں رکھا جا سکتا۔ (ص۶۳)

روس کا عروج اور اس کے خلاف زبردست محاذ کے ایک عجیب رؤیا

دوسری عالمگیر جنگ میں برطانیہ اور امریکہ دونوں روس کے جرمنی کے مقابلہ میں حلیف تھے۔ جنگ کے بعد جب روس کا اثر و رسوخ بڑھنا شروع ہوا اور مشرقی یورپ پر تسلط کے بعد ایشیا میں اس کے امکانات بہت بڑھ گئے تو برطانیہ اور امریکہ اس خطرہ کو محسوس کرنے لگے۔ چنانچہ ۱۷ اگست ۱۹۴۶ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے ایک رؤیا دیکھی جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ برطانیہ اور امریکہ کمیونزم کے خلاف صف آرا ہوں گے۔ مگر کمیونزم کا سیلاب بڑھتا چلا جائے گا حتیٰ کہ اسلامی ممالک بھی اس کی زد میں آجائیں گے۔ یہ تفصیلی رؤیا ۲۳ اگست کے الفضل میں شائع ہوئی۔ حضور بیان فرماتے ہیں:۔

"رمضان کی تیسری چوتھی اور غالباً اگست کی پہلی دوسری تھی۔ جب میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں موٹر میں سوار ہوں اور میرے ساتھ دو اور آدمی بھی ہیں۔ موٹر ایک سڑک پر جس کے ساتھ ساتھ ایک ٹیلہ چلا جاتا ہے چل رہی ہے وہ ٹیلہ چھوٹی سی پہاڑی کی طرح کا معلوم ہوتا ہے۔ چلتے چلتے سامنے ایک شخص نظر آتا ہے جس کے ہاتھ میں بندوق ہے اس نے ہاتھ سے اشارہ کرنا شروع کیا کہ موٹر ٹھہرالو۔ لیکن ڈرائیور نے اس کے اشارہ کی پرواہ نہ کی اور وہ آگے چلتا چلا گیا۔ وہ بندوق والا شخص جو نظر آ رہا ہے۔ اس نے اور گھبراہٹ سے اشارے کرنے شروع کئے اور گو وہ کرتا تو اشارے ہی ہے لیکن آخر میں اس کے اشاروں سے یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں موٹر پرے رکنی چاہیئے۔ کیونکہ سامنے ایک شیر ہے ایسا نہ ہو کہ وہ ہم پر حملہ کردے۔ تب میں نے پہاڑی سے دامن کوہ کی طرف جو نظر کی تو مجھے مندرجہ ذیل شکل کا نظارہ نظر آیا۔



الف ۔ موٹر الف سے پہاڑ کی طرف جا رہی ہے۔

باء

پہاڑ میں تین محرابیں ہیں جن میں گڑھا سا ہے اور وہ مسجد کے محراب کی شکل کے ہیں۔ ہر محراب میں کھڑا ہوا شخص اپنے پاس کے محراب کے اندر نہیں دیکھ سکتا۔ جس طرف موٹر آ کر کھڑی ہوئی ہے۔ وہاں بھی ایک شخص ہے اور اس کے پاس بندوق ہے۔ اس کے ساتھ کے محراب میں جس کے قریب جا کر ہماری موٹر کھڑی ہوئی ہے شیر کھڑا ہے اور اس سے پرے محراب میں وہ شخص تھا جو ہمیں سب سے پہلے نظر آیا اور جو پہلے محراب والے شخص کی طرح بندوق سے مسلح ہے۔ اس وقت یوں معلوم ہوا جیسے دائیں اور بائیں کے دونوں شخص موقع ملنے پر آگے بڑھ کر شیر کی طرف گولی چلا دیتے ہیں اور پھر اپنے اپنے محراب میں گھس جاتے ہیں۔ مگر اس وقت تک شیر کو کوئی گولی لگی نہیں۔ جب موٹر کھڑا ہو گیا اور موٹر میں سے ہم لوگ اُتر گئے اور حفاظت کے خیال سے موٹر کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ تو جو شخص مجھے پہلے نظر آیا تھا اس نے ہمارے پاس بندوق دیکھ کر مجھے اشارہ کرنا شروع کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ شیر پر ہم لوگ بھی فائر کریں کیونکہ ہم شیر کے سامنے ہیں اور ہمارے لئے زیادہ موقعہ ہے کہ ہم شیر پر زیادہ کامیاب حملہ کر سکیں اس پر میں نے بندوق اپنے ہاتھ میں لے لی اور دیکھا کہ میرے ساتھ اس وقت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اور میاں خان میر افغان ہیں۔ خان میر صاحب کے گلے میں کارتوسوں کی پیٹی ہے۔ ان کو میں نے اشارہ کیا کہ وہ کارتوس نکال کر مجھے دیں۔ انہوں نے کارتوس نکالنے شروع کئے۔ لیکن یوں معلوم ہوتا ہے کہ کارتوس پیٹی میں پھنسے ہوئے ہیں۔ جلدی سے نکلتے نہیں۔ میں نے پیٹی پر جھپٹا مار کر اپنے ہاتھ سے دو کارتوس نکالے اور بندوق میں ڈال دیئے۔ اس وقت میں نے کارتوس دیکھے تو میں نے میاں خان میر سے کہا کہ کارتوس تو صرف نمبر ۴ کے ہیں جن سے پرندے تو مر سکتے ہیں لیکن شیر کا مرنا ممکن نہیں۔"

اس پر مجھے بہت افسوس ہوا کہ ہم نے بڑے کارتوس کیوں اپنے پاس نہیں رکھے۔ میرے ساتھی تو یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کارتوسوں سے حملہ کرنا گویا شیر کو اپنے پر حملہ کرنے کی دعوت دینا

ہے۔ لیکن اس وقت میں نے پرواہ نہیں کی بلکہ بندوق اٹھا کر فائر کر دیا۔ میرا فائر بھی یا تو خالی گیا یا شیر کو لگا تو اس نے پرواہ نہ کی۔

ہاں یہ بات بیان کرنی بھول گئی کہ میں نے جب شیر کی طرف دیکھا تو میں بھی اس کو سمجھتا شیر ہی ہوں مگر اس کی شکل بالکل ریچھ کی طرح ہے اور کھڑا ایسی آدمیوں کی طرح ہے چوپاؤں کی طرح چار پاؤں پر نہیں کھڑا۔ دوسری دفعہ میں نے شست کر کے اس کے پیٹ کی طرف بندوق چلائی۔ نہ معلوم اس کو چھرے لگے یا نہ لگے۔ مگر بہرحال دوسرے فائر پر وہ سیدھا آگے کی طرف کودا اور میرے دونوں ساتھی اس کے پیچھے پیچھے دوڑے۔ سامنے ایک لمبی عمارت بنی ہوئی تھی جیسے فوجی بیرک ہوتی ہے یا ملٹری سٹور ہوتا ہے۔ اس میں دیواروں کے اوپر کے حصہ میں اکثر شیشہ لگا ہوا ہے۔ میں نے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب سے کہا کہ وہ آگے بڑھ کر دیکھیں کہ وہ شیر کہاں گیا ہے۔ انہوں نے اس مکان کے پہلو سے ہو کر یا مکان کے اندر گھس کر شیشوں میں سے دیکھا اور پھر مڑ کر مجھے اشارہ کیا کہ وہ سامنے ہے۔ میں نے شیشوں میں سے جھانکا تو مجھے وہ شیر دوسری جہت سے جس طرف کو وہ شخص تھا جس نے ہمیں اشارہ کر کے کھڑا کیا تھا دوڑتا ہوا نظر آیا۔ اس وقت شیر کی شکل تو ریچھ ہی کی طرز کی معلوم ہوتی ہے مگر وہ چاروں پیروں پر دوڑتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس پر پھر میں نے بندوق میں کارتوس بھرے اور اس بیرک کے اندر گھس گیا۔ اس کا ایک دروازہ اس طرف بھی کھلتا تھا جس طرف سے ہو کر اس شیر نے عمارت کے پاس سے ہو کر گزرنا تھا۔ میں اس دروازے کے سامنے بندوق کا نشانہ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ کہ جونہی وہ شیر گزرے گا میں اس پر بندوق کا فائر کر دوں گا۔ جب وہ شیر دروازہ کے سامنے آیا تو اس وقت پھر وہ کھڑا ہوا ہی چل رہا تھا جیسے ریچھ چلتا ہے۔ اس پر میں نے اس پر فائر کیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فائر اسے لگا ہے لیکن کارگر نہیں ہوا۔ اس پر وہ میری طرف منہ کر کے کھڑا ہو گیا اور میں نے دوسرا فائر عین اس کی ناف پر نشانہ کر کے کیا۔ اس وقت مجھے نظر آیا کہ تمام کے تمام چھرے اس کی ناف کے گرد پیٹ میں گھس گئے ہیں مگر اسے کوئی نمایاں نقصان نہیں پہنچا اور اس نے اپنا ہاتھ پیٹ کی طرف کر کے اس طرح مجھے اشارہ کیا جس کے معنی یہ تھے کہ ابھی میرے لئے مرنا تو مقدر نہیں۔ پھر آپ مجھ پر کیوں حملہ کر رہے ہیں۔ اس کے بعد میں اس مکان سے نکل کر صحن کی طرف آ گیا اور وہ مکان کے اوپر سے چکر کاٹ کر ہمارے پاس آ گیا اور پاس آ کر اس نے مجھ سے سوال کیا۔ بات نہیں کی مگر

اشارے اتنے واضح ہیں کہ ہم پوری طرح اس کا مفہوم سمجھتے ہیں۔ میں نے اس وقت اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا کر دس روپے کا نوٹ اس کے ہاتھ میں دیا۔ مگر چونکہ نوٹ میرے ہاتھ میں پوشیدہ ہے۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نوٹ کو وہ پانچ روپے کا نوٹ سمجھا ہے۔ اور اس نے مجھے اشارہ سے کہا کہ مجھے تو اس سے زیادہ رقم کی ضرورت ہے۔ یہ تھوڑی ہے۔ میں نے یہ سمجھتے ہوئے کہ اس نے پانچ کا نوٹ سمجھا ہے اسے جواب میں کہا کہ میں نے پانچ روپیہ کا نوٹ نہیں دیا۔ اتنے میں ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے بھی اس کو کچھ روپے دیئے ہیں جو خواب میں میں سمجھتا ہوں کہ اڑہائی روپے ہیں۔ پھر میرے دل میں یہ خیال گزرا کہ میں کچھ اور اس کو دے دوں اور میں نے جیب میں سے کچھ رقم نکالی جن کے متعلق میرا خیال ہے کہ وہ ساڑھے سات روپے ہیں۔ میں نے یہ رقم اسے دیتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے تمہیں اڑھائی روپے دیئے ہیں اور یہ ساڑھے سات روپے ہیں۔ دس روپے میں نے پہلے دیئے ہیں۔ اسطرح بیس روپے ہو گئے ہیں۔ اس پر وہ شیر یا ریچھ وہاں سے چلا گیا اور میری آنکھ کھل گئی"

اس تفصیلی خواب کی جو تعبیر اس وقت حضور نے فرمائی اور اس خواب کے ساتھ ہی شائع ہوئی وہ یہ تھی فرماتے ہیں:۔

"اس خواب کی تعبیر میرے ذہن میں یہ آئی کہ تین الگ الگ علاقوں میں تین حکومتیں ایسی طرح کھڑی ہیں کہ وہ ایک دوسرے سے اپنے آلات پوشیدہ رکھ رہی ہیں۔ ان میں سے دو اس بات پر متفق ہیں کہ وہ تیسری حکومت پر حملہ کریں مگر ان کا حملہ اس تیسری حکومت کو ضرر نہیں پہنچاتا مزید تعبیر میں نے یہ کی کہ وہ آدمی جس نے مجھے اشارہ کیا تھا کہ کھڑے ہو جاؤ اور گولی چلاؤ وہ انگریزی حکومت ہے اور وہ دوسرا آدمی جو درمیانی شیر پر حملہ کرتا ہے۔ لیکن اس نے ہمیں اشارہ نہیں کیا وہ امریکہ کی حکومت ہے اور وہ درمیان میں کھڑا ہوا شیر جس کی شکل ریچھ کی سی ہے وہ روس ہے۔ یعنی ہم سمجھتے تو اس کو شیر ہیں۔ گویا اس نے اپنی جنس بدل لی ہے مگر ہے وہ پرانا روس وہی امنگیں اور وہی آرزوئیں اور وہی ارادے اس کے ہیں جو زار روس کے وقت میں تھے۔ صرف اتنی بات ہے کہ اس نے اپنا نام بدل لیا ہے اور شیر کہلانے لگ گیا ہے۔ جس شخص نے مجھے اشارے کئے ہیں کہ تم بھی حملہ کرو اس کے معنی یہ ہیں کہ انگریزی حکومت اس بات کی محتاج ہے کہ دوسروں کی تائید کے ساتھ وہ روس کا مقابلہ کر سکے۔

اور جو میں نے چار نمبر کے کارتوسوں سے اس پر فائر کیا ہے۔ میں نے اس کی تعبیر کی کہ

جتنی دعاؤں اور جتنی گریہ زاری کی اس فتنہ کے دبانے کے لئے ضرورت ہے وہ ہم نہیں کر رہے۔ بلکہ جس کام کے لئے گولی کی ضرورت ہے۔ ہم نمبر چار کا چھرہ اس کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔

مگر یہ جو میں نے دیکھا کہ میرے فائر پر وہ بھاگ پڑا ہے۔ میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ ہماری دعاؤں سے اس کے اندر ایک ایسی حرکت ضرور پیدا ہو جائے گی کہ وہ نمایاں طور پر دنیا کے سامنے آجائے گا اور دنیا کا نشانہ بننے کے لئے تیار ہو جائے گا۔ اور یہ جو میں نے دیکھا کہ وہ مکان کے اوپر سے چکر لگا کر اس طرف کو نکل رہا ہے جدھر اشارہ کرنے والا شخص تھا اس کی میں نے یہ تعبیر کی کہ وہ انگریزی علاقوں کی طرف رخ کرے گا۔

اور پھر جو میں نے حملہ کیا اور باوجود اس کے کہ اس کے پیٹ میں چھرے چلے گئے اور پھر بھی اس پر کوئی اثر نہ ہوا اور اس نے کہا کہ ابھی میرے لئے موت مقدر نہیں۔ میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ کمیونزم کو کچھ ڈھیل دی جائے گی۔ اور وہ دنیا میں کچھ اور نفوذ پیدا کرے گا اور یہ جو میں نے دیکھا کہ اس کو کچھ روپے دیئے ہیں میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ بعض اسلامی ممالک سے وہ فائدہ اٹھائے گا" (الفضل مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۴۶ء)

حضور کی بیان کردہ تعبیر کے عین مطابق روس باوجود برطانیہ اور امریکہ کے اس کے خلاف عظیم محاذ کھڑا کرنے کے دنیا میں نفوذ پیدا کرتا چلا گیا۔ چنانچہ اس کا واضح ثبوت چین اور مشرق بعید کے کئی ممالک میں سرخ انقلاب کے برپا ہونے سے ملتا ہے کہ جہاں برطانیہ اور امریکہ کی تمام تر کوششوں کے باوجود کمیونزم پھیلتا چلا گیا۔ اور پھر مشرق اوسط میں روسی اثرات پھیلنے شروع ہوئے۔ اور بہت سے اسلامی ممالک روسی بلاک میں شامل ہو گئے۔ لیکن رؤیا میں بتایا گیا کہ حضرت مصلح موعودؓ کی دعاؤں اور کوششوں سے اس کی تباہی اور زوال کے آثار پیدا ہوں گے یعنی مادی اور ظاہری سامانوں سے بڑھ کر اس کی تباہی روحانی حربہ کے ذریعہ ہی ہوگی اور پھر وہ اسلام کی طرف مائل ہوں گے۔

کمیونزم کے مقابلہ کے لئے ایک مؤثر اقدام

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے محض جماعت کو کمیونزم کے روز افزوں فتنہ کی طرف توجہ دلانے پر ہی اکتفا نہ فرمایا بلکہ عملی طور پر اس کا مقابلہ کرنے کے لئے جماعت کو تیار کرنا بھی شروع فرمایا۔ چنانچہ مبلغین کلاس کے لئے جو نیا کورس قریباً ۱۹۵۰ء میں مرتب کیا گیا اس میں کمیونزم کے مضمون کا اضافہ کیا گیا اور اس سے

حضور کا مقصد یہی تھا کہ مبلغین اس فتنہ کا مطالعہ کریں اور پھر اسلامی تعلیم کی روشنی میں اس کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کی کوشش کریں حقیقت یہ ہے کہ حضور کی دور رس نگاہ اس بات کو دیکھ رہی تھی کہ کمیونزم کے بڑھنے سے لا مذہبیت اور دہریت کو فروغ حاصل ہوگا۔ اس لئے ضروری ہے کہ دنیا جس اقتصادی نظام کی طرف اندھا دھند بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اس کے مقابلہ میں اسلام کا اس سے کہیں بہتر جامع اور ہر لحاظ سے مفید نظام پیش کیا جائے۔ تاکہ انسانیت اقتصادی اور معاشرتی عدل و انصاف کو بھی حاصل کر سکے۔ اور اپنے خالق حقیقی سے بھی تعلق پیدا کرے۔ چنانچہ مبلغین کے کورس میں اس مضمون کا اضافہ کر کے حضور نے آئندہ مستقل طور پر اس فتنہ کا سدِّباب کا انتظام فرمادیا۔

کمیونزم کے مقابلہ کیلئے امریکہ کو اہم تجاویز

اشتراکیت اور کمیونزم کا فتنہ جس خطرناک صورت میں بڑھتا چلا جا رہا تھا اس سے یہی اندازہ ہو رہا تھا کہ یہ ایک بین الاقوامی صورت اختیار کر جائے گا اور ساری دنیا اس کی لپیٹ میں آجائے گی۔ یورپ کی طاقتیں اس خطرہ کو بڑی شدت سے محسوس کر رہی تھیں مگر وہ اس سیلاب کو روکنے کی اہل نہ تھیں۔ صرف امریکہ ہی ایک ایسی طاقت تھا جو اس کا مقابلہ کر سکتا تھا اور وہ ہر ممکن طور پر اس کے مقابلہ کے لئے میدان میں نکل چکا تھا۔ اور وہ مختلف معاہدات اور امدادی کاموں کے ذریعہ سے اس کا ہر ممکن مقابلہ کر رہا تھا۔ مگر اس کے باوجود اشتراکیت کی تحریک پھیلتی چلی جا رہی تھی اور اس میدان میں امریکی سیاست بُری طرح ناکام ہو رہی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کمیونزم بلاک کا مقابلہ صرف امریکی بلاک ہی کر سکتا تھا۔ کیونکہ دوسری عالمگیر جنگ کے بعد یہ دونوں قوتیں ہی متقابل بن کر ابھریں اور باقی سب طاقتیں ماند پڑ گئی تھیں۔ مگر امریکی حکومت جن خطوط پر کمیونزم کا مقابلہ کر رہی تھی۔ اس میں بعض بنیادی خامیاں تھیں اور یہی وجہ تھی کہ امریکی سیاست ناکامی کا شکار ہو رہی تھی۔ اس بناء پر حضرت مصلح موعودؓ نے امریکہ کی حکومت اور لوگوں کو بعض اہم اور مؤثر مشورے دیئے جن پر عمل پیرا ہونے کے نتیجہ میں ہی کمیونزم کا صحیح طور پر مقابلہ کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ یہ مضامین "کمیونزم اور ڈیماکریسی" کے عنوان سے سلسلہ وار شائع ہوئے اور ان کی امریکہ میں اشاعت کی گئی۔ اس سلسلہ مضامین کے پہلے مضمون میں حضورؓ نے امریکہ کو جو تجاویز پیش فرمائیں وہ بطور خلاصہ یہ تھیں۔

۱۔ اصول اپنے اثر اور قوت نفوذ کے لحاظ سے مال سے زیادہ قوی ہوتے ہیں۔ مال انسان کے اندر وہ جوش اور خلوص پیدا نہیں کر سکتا جو اصولوں پر یقین کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے چنانچہ اس کا تجربہ چین میں ہو چکا ہے کہ امریکہ نے چین کی نیشنلسٹ حکومت کو کافی مقدار میں مادی امداد دی مگر پھر بھی کمیونزم وہاں

غالب آ گیا جس کی وجہ یہ تھی کہ کمیونزم بعض اصولوں کی خاطر (خواہ وہ صحیح ہوں یا غلط) لڑ رہا ہے۔ اس کا مطلب نہیں کہ مالی امداد بالکل مفید نہیں۔ اس کا بھی لازمی طور پر اثر ہوتا ہے لیکن اگر مالی اور اقتصادی امداد کے ساتھ بعض اصولوں کی بنیاد پر دنیا کو اعتماد میں لیا جائے تو اس کا گہرا اثر ہوتا ہے! اس لئے پروپیگنڈا کی بنیاد اصول ہونے چاہئیں۔

۲۔ جن ممالک سے معاونت طلب کی جائے تو ان کو فیصلہ کرنے والی تنظیموں اور عہدوں میں برابر کا حصہ دار قرار دیا جائے۔ گزشتہ دونوں جنگوں میں برطانیہ اور دوسرے اتحادیوں نے امریکہ کی لیڈری کو تسلیم کر لیا تھا۔ مگر وہ سب برابر کے حصہ دار سمجھے جاتے تھے۔ اس وجہ سے تمام اتحادی ملکوں میں ایک ہی جیسا جوش اور جذبۂ قربانی تھا مگر کوریا کی جنگ میں اس اصل کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

۳۔ دونوں عالمگیر جنگوں سے یہ حقیقت کھل کر ظاہر ہوئی ہے کہ باوجود خطرناک ہتھیاروں کے پھر بھی انسانوں کی ضرورت میں کمی واقع نہیں ہوئی بلکہ ان کی ضرورت بڑھ گئی ہے۔ روس کو جن ممالک کی حمایت حاصل ہے ان کی تعداد بہت زیادہ ہے اور تھوڑے خرچ سے بہت بڑی فوج تیار ہو سکتی ہے۔ امریکہ کی جاپان اور جرمنی اور سپین سے بہتر پالیسی کے نتیجہ میں اس کمی کو دور کیا جا سکتا ہے۔

۴۔ کئی ممالک آزادی سے محروم ہیں اور وہ دوسروں کی امداد و حمایت کے لئے مجبور ہیں۔ اس وقت روس ایسے محکوم ممالک کی آزادی کے لئے آواز بلند کر رہا ہے اور لازمی طور پر ان کی ہمدردیاں روس کے ساتھ ہیں امریکہ کو ان کی آزادی کے لئے کوشش کرنی چاہیئے اور مغربی اقوام کو ایسی محکوم اور پسماندہ اقوام کا سیاسی اور اقتصادی استحصال ختم کر دینا چاہیئے۔ تاکہ وہ ان کے دلی تعاون کو حاصل کر سکے۔

۵۔ ان ایام میں مغربی اور امریکی اقوام میں زیادہ اور سخت کام کرنے کی عادت اور قربانی کا جذبہ پیدا کرنا چاہیئے۔ ان میں یہ روح پیدا کرنی چاہیئے کہ وہ وقت کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے سخت جانفشانی سے کام کریں کیونکہ اس وقت روس دن رات جنگی تیاریوں میں مصروف ہے۔

۶۔ ایٹم بم اور دیگر تباہ کن ہتھیاروں پر ضرورت سے زیادہ اعتماد نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس کا نفسیاتی اثر خوشگوار نہیں ہے۔ امریکہ کو یہ یقین دلانا چاہیئے کہ وہ ایٹم بم وغیرہ کا استعمال اس وقت تک نہیں کرے گا جب تک روس اس میں پہل نہ کرے۔

۷۔ اگرچہ احتیاطی تدابیر بہت ضروری ہیں مگر ہر کوشش میں خدائی تائید و نصرت بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ کمیونزم خدا تعالےٰ کی ہستی کی نفی کرتا ہے۔ مگر مغربی ممالک کی اکثریت خدا تعالےٰ کی ہستی پر یقین رکھتی ہے۔ لیکن انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیمات کو نظر انداز کر کے ان کو بھی خدائی کا درجہ دے دیا ہے۔ اس لئے ان کو

حقیقی توحید اختیار کرنی چاہیئے۔ تاکہ خدا تعالیٰ کی نصرت ان کے شامل حال ہو۔

حضور نے یہ تجاویز بصورت ٹریکٹ اس وقت امریکہ میں شائع کیں جبکہ امریکہ کوریا کی جنگ میں پھنسا ہوا تھا اور کمیونزم دنیا میں اور خاص طور پر مشرق بعید میں سرعت سے پھیل رہا تھا۔ اگرچہ حضور کی آواز "صحرا میں پکارنے والے کی آواز" کی مصداق تھی مگر تاہم اس کا اچھا اثر ہوا چنانچہ حضور خود فرماتے ہیں:۔

"میں نے روس کے متعلق ایک مضمون لکھا تھا جو امریکہ میں شائع ہوا اور الحمد للہ مقبولیت حاصل کر رہا ہے۔" (الفضل ۲۱ فروری ۱۹۵۱ء)

اس پہلے مضمون کے بعد جو ۱۹۵۰ء کے آخر میں شائع ہوا حضور نے تین اور مضامین یکے بعد دیگرے تحریر فرمائے اور ان کی اشاعت امریکہ میں کی گئی۔ ان مضامین میں حضور نے اس امر کو واضح فرمایا کہ اگرچہ خدائی الہامات میں کمیونزم کے فتنہ کی خبر پہلے سے موجود تھی مگر اس کی روک تھام کے لئے ظاہری تدابیر کو اختیار کرنا بھی ضروری ہے چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ پیشگوئیاں جن کا ذکر کیا جا چکا ہے ان میں یہ انتباہ ہے کہ کمیونزم دنیا کے ایک بہت بڑے حصے میں پھیل جائے گا مگر ان پیشگوئیوں میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بالآخر کمیونزم شکست کھائے گا۔ اور دنیا اس بہت بڑی مصیبت سے نجات پائے گی۔ یہ بھی واضح ہے کہ مسلمانوں کے بعض طبقات بھی اس میں ملوث ہوں گے اور کمیونزم کے خلاف اپنی جدوجہد میں ان کو کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا مگر ان میں یقین دہانی بھی کرائی گئی ہے کہ خدائی نصرت اور کمیونزم کے خلاف طاقتوں اور تحریکات کے نتیجہ میں وہ ان پر غالب آجائیں گے۔ اس لئے اگر ایک طرف کمیونزم کا پھیلنا خدا تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہے تو دوسری طرف بالآخر اس کی شکست اور تباہی بھی خدائی تقدیر ہے۔"

(کمیونزم اینڈ ڈیموکریسی صفحہ ۳۵-۳۴)

ان مضامین میں حضور نے اس سوال کا بھی تفصیلی جواب دیا ہے کہ جبکہ مغربی ممالک نے بھی مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ تو پھر صرف روس ہی کو کیوں مطعون کیا جائے۔ فرماتے ہیں:۔

"یہ سوال کہ ہم کمیونزم یا مغرب میں سے کس کے ساتھ سمجھوتہ کر سکتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ماضی میں مغرب نے بڑی بے رحمی سے ہمارا استحصال کیا ہے۔ نوآبادیاتی نظام اگرچہ بعض علاقوں سے ختم ہو گیا ہے مگر پھر بھی بعض جگہ پر اس کے تباہ کن اثرات جاری ہیں۔ اب دنیا کا قدم آزادی اور خود مختاری کی طرف ہے۔ اس لئے مغربی ممالک کی طرف سے

مشرقی ممالک کا استحصال مغرب و مشرق کے آئندہ تعلقات پر غالب اقتصادی بنیادی وجہ ہے جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے۔ ہم اس صورت حال کو بہت بُرا سمجھتے ہیں۔ اس بناء پر میں پختہ یقین پر قائم ہوں کہ مغربی اور مشرقی ممالک میں دوستانہ سمجھوتہ ممکن نہیں۔ مگر آزادی کو برقرار رکھنے اور اخلاقی اور روحانی اقدار کو محفوظ رکھنے کے لئے ناگزیر ہے۔ مگر کمیونزم کے ساتھ ہرگز کوئی دوستانہ سمجھوتہ نہیں ہو سکتا کیونکہ کمیونزم مذہب کو تباہ کرکے دنیا پر غالب آنا چاہتا ہے۔ وہ تمام اخلاقی اور روحانی اقدار کو پامال کرکے اینجلز اور مارکس اور بعد میں لینن اور سٹالن کے پیش کردہ فلسفہ اور نظریات کے دنیا کو تابع کرنا چاہتا ہے۔ اس سلسلہ میں ہمیں کمیونسٹ ممالک کی ظاہری پالیسی اور عمل میں بعض تبدیلیوں سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیئے۔ کیونکہ ان کا بنیادی مقصد محکم اور غیر مبدّل ہے" (کمیونزم اینڈ ڈیماکریسی صفحہ ۴۰-۳۹)

غرض حضور کے یہ بصیرت افروز مقالے آپ کی سیاسی بصیرت اور عالمی مسائل پر گہری نظر کا شاہکار ہیں اور آپ کے دل میں جو درد اسلام کے لئے پایا جاتا تھا اس کا آئینہ دار ہیں۔ چونکہ آپ کا بنیادی مقصد اعلائے کلمۂ اسلام تھا۔ اس لئے نہایت ہی احسن پیرایہ میں مغربی قوموں کو اسلام کی جابجا دعوت بھی دی اور آخر میں اس امر کا اعلان فرمایا کہ

"قرآن کریم اور دیگر خدائی الہامات میں جو وعدے دیئے گئے ہیں۔ ان کی بناء پر میں اس یقین پر قائم ہوں کہ بالآخر فتح اسلام کی ہوگی۔ اور یہ کہ غیر اسلامی سرمایہ دارانہ اور نو آبادیاتی نظام اور دوسروں پر غلبہ و تفوق اور استحصال بہت جلد اختتام پذیر ہوں گے۔ خدا تعالےٰ کے دشمن خواہ کس قدر اقوام اور لوگ مل کر ان کو سہارا دینے کی کوشش کریں بالکل نیست و نابود کر دیئے جائیں گے۔

خدا تعالےٰ کے انبیاء اور سب سے بڑھ کر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور راستبازی دنیا میں ظہور پذیر ہوگی۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ ہم خدا تعالےٰ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لیں۔ اور اس طرح تمام لوگوں کو متحد کر سکیں" (کمیونزم اینڈ ڈیماکریسی صفحہ ۴۲)

ؐ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

جب تک ایمان کے ساتھ عمل نہ ہو کچھ نہیں۔ منہ سے دعوے کرتا اور عمل سے اس کا ثبوت نہ دینا خدا تعالےٰ کے غضب کو بھڑکانا ہے" (ملفوظات جلد ششم صفحہ ۲۸)

انصار اللہ اپنے کام کی نگرانی کریں

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

"ضرورت اس بات کی ہے کہ انصار اللہ خصوصیت کے ساتھ اپنے کام کی عمدگی کے ساتھ نگرانی کریں تاکہ ہر جگہ اور ہر مقام پر ان کا کام نمایاں ہو کر لوگوں کے سامنے آجائے اور وہ محسوس کرنے لگ جائیں کہ یہ ایک زندہ اور کام کرنے والی جماعت ہے۔" (قائد عمومی انصار اللہ مرکزیہ)

انصار اللہ کے عہدیدار توجہ فرمائیں

گزشتہ سالانہ اجتماع پر ہمارے محبوب آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انصار اللہ سے مالی میدان میں جس رنگ میں تیز گامی کی توقع کی تھی اس لحاظ سے قدرے کمی ہے۔ لہذا ضرورت ہے کوشش کو تیز سے تیز تر کرنے کی تا اس توقع کو پورا کر کے زیادہ سے زیادہ خدا کے فضلوں کو جذب کیا جاسکے۔ (قائد مال انصار اللہ مرکزیہ)

تحریک جدید کے مالی جہاد کو مضبوط سے مضبوط تر بنائیں

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"اسلام تو ضرور پھیلے گا اور وہ غالب آئیگا کیونکہ خدا تعالیٰ نے ایسا ہی ارادہ فرمایا ہے۔ مگر مبارک ہوں گے وہ لوگ جو اس اشاعت میں حصہ لیں گے۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل و احسان ہے جو اس نے تمہیں موقعہ دیا ہے۔"

انصار اللہ کے معنی ہیں خدا تعالیٰ کے دین کی نصرت کرنے والے۔ لہذا ہمارے انصار بھائیوں کو چاہیئے کہ اسلام کو کل ادیان پر غالب کرنے کے لئے تحریکِ جدید کے مالی جہاد کو مضبوط سے مضبوط تر کریں تا اللہ تعالیٰ سے اس کے فضلوں اور احسانات کے وارث ہوں۔ (قائد تحریکِ جدید مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

حُبّ الوطنی کا تقاضا

اپنے وطنِ عزیز پاکستان کو مضبوط بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ہر پاکستانی خدمت اسلام کے جذبہ سے سرشار ہو جائے۔ اس اہم کام کو جلد از جلد مکمل کرنا مجلس انصار اللہ کے ہر رکن کا فرض ہے۔

(قیادت اصلاح و ارشاد مرکزیہ)

جو اپنی اصلاح نہیں کرتا وہ گویا اس سلسلہ کا دشمن ہے
خدا تعالیٰ ایسے لوگوں سے اس سلسلہ کو صاف کر دے گا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

(۱) ''میں نے بار ھا اپنی جماعت کو کہا ہے کہ تم نرے اس بیعت پر ہی بھروسہ نہ کرنا ۔ اس کی حقیقت تک جب تک نہ پہنچو گے تب تک نجات نہیں ۔ قشر پر صبر کرنے والا مغز سے محروم ہوتا ہے ۔ اگر مرید خود عامل نہیں تو پیر کی بزرگی اسے کچھ فائدہ نہیں دیتی جب کوئی طبیب کسی کو نسخہ دے اور وہ نسخہ لے کر طاق میں رکھ دے تو اسے ہرگز فائدہ نہ ہو گا کیونکہ فائدہ تو اس پر لکھے ہوئے عمل کا نتیجہ تھا جس سے وہ خود محروم ہے ۔ کشتی نوح کا بار بار مطالعہ کرو اور اس کے مطابق اپنے آپ کو بناؤ ۔ قد افلح من زکھا ۔ یوں تو ہزاروں چور ، زانی ، بدکار ، شرابی ، بدمعاش ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہونے کا دعوی کرتے ہیں مگر کیا وہ در حقیقت ایسے ہیں ؟ ہرگز نہیں ۔ امتی وہی ہے جو آپ کی تعلیمات پر پورا کار بند ہے '' (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲۳۲ ، ۲۳۳)

(۲) ''ہماری جماعت کو لازم ہے کہ وہ نرے دعوی پر ہی نہ رہے ۔ اس کا فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو درست کرے اور اپنی اصلاح کرے ۔ جو اپنی اصلاح نہیں کرتا اور تقوی اور طہارت اختیار نہیں کرتا وہ گویا اس سلسلہ کا دشمن ہے جو اس کو بدنام کرنا چاہتا ہے ۔ یہ سلسلہ خود خدا تعالیٰ نے قائم کیا ہے اس لئے اپنے عمل سے وہ گویا خدا تعالیٰ کی مخالفت کرتا ہے ۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی کیا پروا کرے گا ۔ اسے تو اپنے سلسلہ کی عظمت منظور ہے ۔ وہ ایسے لوگوں سے جو اس کے لئے دشمنی کا کام کریں سلسلہ کو صاف کر دے گا ''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۶۹)

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں طبع ہؤا

"The general opinion has been that
The Scyths were Iranians"

ترجمہ:- یعنی عام رائے یہی ہے کہ Scyths ایرانی النسل تھے۔

پس اِن حوالوں سے صاف طور پر ثابت ہوگیا کہ برلاس خاندان ایرانی نسل سے ہے اور سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی نسل سے تھے۔

اِس جگہ یہ بیان کر دینا بہت دلچسپی کا موجب ہوگا کہ کش اور سمرقند کا علاقہ قدیم زمانہ سے ہی ایرانی نسل کی آماجگاہ تھا۔ یہ علاقہ پرانے زمانہ میں Sodiana کہلاتا تھا (بحوالہ "انسائیکلو پیڈیا آف برٹینیکا") اور قدیم ایرانی سلطنت کا ایک صوبہ تھا اور سمرقند اس صوبے کا دارالخلافہ تھا۔ اور سائرس (یعنی شہنشاہِ خورس ذوالقرنین اوّل) اس علاقہ سے تعلق رکھتے تھے اور شہنشاہ دارا بھی (بحوالہ تاریخ احمدیت جلد اوّل)

بہت سے مورخین نے صاحبقران تیمور کا شجرۂ نسب حضرت نوح علیہ السلام کے فرزند حضرت یافث سے ملایا ہے۔ (تاریخ ہندوستان جلد سوم از مولانا ذکاء اللہ خاں) اور فارسی کی مشہور "غیاث اللغات" میں شیخ ابن حجر شارح بخاری کے حوالہ سے یہ لکھا ہے کہ فارسی دراصل فارس بن عامور بن یافث بن نوح علیہ السلام کی طرف منسوب ہے (غیاث اللغات۔ ص۳۱۵ مولفہ مولانا سراج علی خان آرزو مطبوعہ لکھنؤ) پس اس تاریخی شہادت سے بھی امیر تیمور اور برلاس خاندان کے فارسی الاصل ہونے کا بہت بڑا ثبوت ملتا ہے اور سیدنا و امامنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام برلاس کی نسل سے ہیں اس لئے یقیناً فارسی الاصل ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ماہرین علم "علم الاقوام" بالاتفاق یہ تسلیم کرتے ہیں کہ چوڑی پیشانی، لمبی اور گھنی داڑھی، بلند ناک، گول ٹھوڑی بیضوی اور سنجیدہ چہرہ، گھنے اور بکثرت بال، سفید اور گلابی جلد ایرانی نسل کی بنیادی خصوصیات ہیں بحوالہ

"Universal Geography by E. Reclus
The races of Man & their Distributions"
by A.C. Haddon

چنانچہ اس تحقیق کی روشنی میں بھی حضرت امام الزمان مسیح موعود مہدی معہود علیہ السلام کا حلیہ مبارک آپ کے ایرانی نسل سے ہونے پر پوری پوری شہادت دیتا ہے۔

آخر میں مشہور معاندِ احمدیت مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی شہادت بھی قابلِ ذکر ہے وہ لکھتے ہیں:-

"مولف براہین احمدیہ قریشی نہیں، فارسی الاصل ہے۔"

(رسالہ "اشاعت السنہ" جلد ۷ صفحہ ۱۹۳)